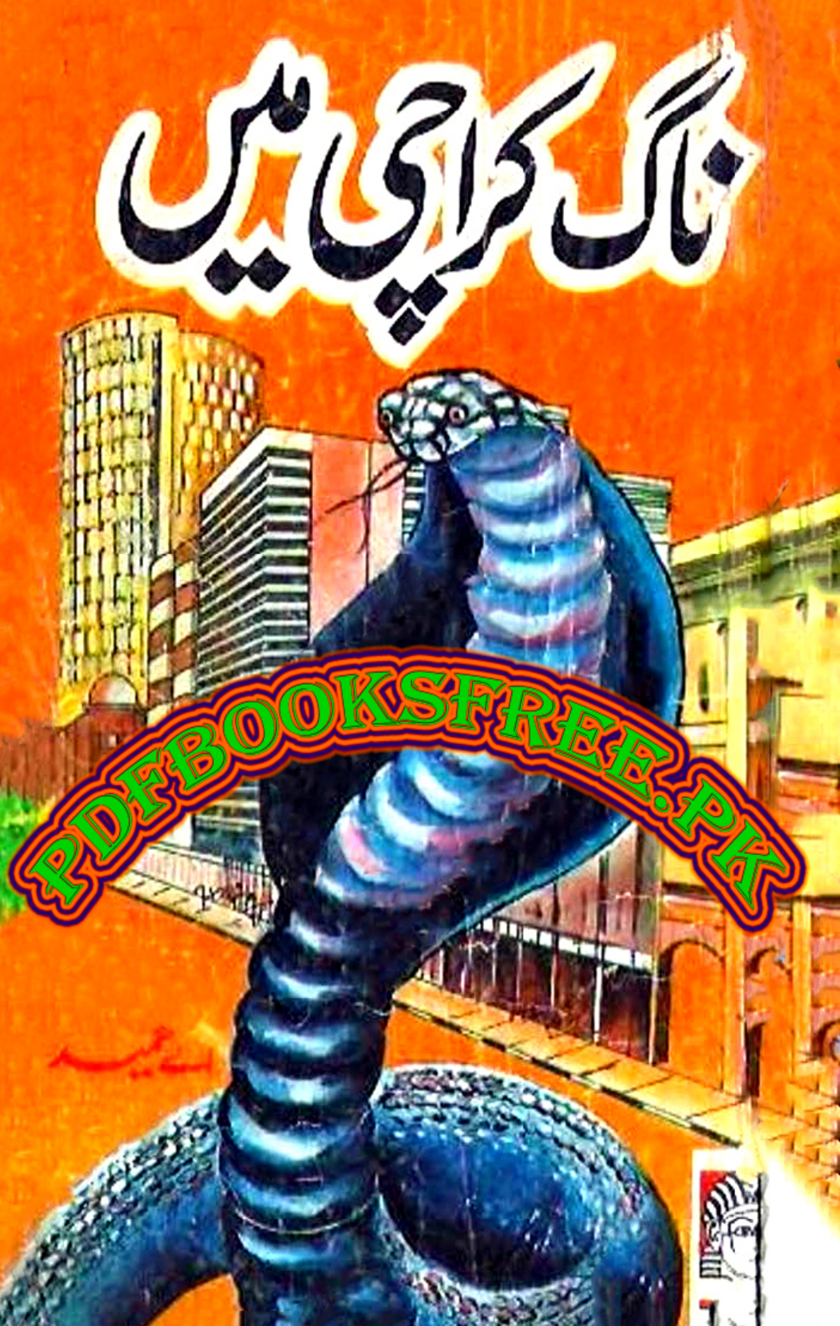
ناگ کراچی میں
PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا — ۱۰۰

ناگ کراچی میں

اے حمید

فیروز سنز لمیٹڈ

لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

فہرست

اُوپر موت، نیچے موت	۵
چھ خونی نقاب پوش	۲۹
سنگ چُور سانپ	۵۱
ناگ کراچی میں	۷۳
نرتکی سپیرن	۹۸

اُوپر موت یا نیچے موت

ماریا گہری کھڈ میں گرتی چلی گئی۔

وہ اِس وقت غائب نہیں تھی۔ زندہ جسمانی حالت میں تھی

اُس نے خوف کے مارے آنکھیں بند کرلیں۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ اُس کی زندگی کا آخری وقت ہے۔ تھوڑی دیر میں وہ کھڈ کے نوکیلے پتھروں سے ٹکرائے گی اور اس کے جسم کے ٹکڑے اُڑ جائیں گے۔ اُس نے آنکھیں بند کرلیں۔

لیکن پتھروں پر ٹکرانے کی بجائے کسی نے نیچے سے اُسے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ ماریا نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں۔ اُس نے دیکھا کہ اُسے راجکمار نے اپنے بازوؤں میں اُٹھا رکھا تھا اور اُوپر قلعے کی خونی بالکونی کی طرف آہستہ آہستہ بلند ہو رہا تھا۔

خوف کے مارے ماریا نے دوبارہ آنکھیں بند کرلیں۔ زندہ انسانی حالت میں آنے کے بعد ماریا کے اندر تمام انسانی کمزوریاں واپس آگئی تھیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اَب اُسے ڈر اور خوف بھی محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ ابھی تک نہیں سمجھ سکی تھی کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ اور یہ خواب ہے یا حقیقت ہے۔

راجکمار ماریا کو بازوؤں پر اُٹھائے بلند ہوتا ہوتا بالکونی میں آگیا۔ اُس نے ماریا کو بالکونی میں اُتار دیا اور اس کا ہاتھ تھام کر بولا:

"آج سے تم اِس قلعے کی نئی راجکماری ہو، نئی شہزادی ہو۔ تم میرے ساتھ اِس قلعے میں رہو گی۔ مَیں ہفتے میں ایک بار تم سے ملنے آیا کروں گا۔ ایک بات یاد رکھو! اِس قلعے سے تم باہر نہ جا سکو گی۔ اگر تم نے قلعے سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو قلعے کے پہرے دار اژدہے تمہیں اپنی کنڈلی سے جکڑ لیں گے اور پھر میں خود تمہیں قلعے کی دیوار میں زندہ چُن دوں گا۔"

ماریا چونکہ جسمانی حالت میں تھی اور اِس کی طاقت اِس کے پاس نہیں تھی۔ اِس لیے اُسے موت سے ڈر لگنے لگا تھا۔ وہ بولی:

"راجکمار! میں تمہارا حکم مانوں گی اور اِس قلعے سے کبھی باہر نہیں جاؤں گی۔"

"شاباش!" راجکمار نے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ!"

راجکمار نے ماریا کو ساتھ لیا اور قلعے کے ایک ویران کمرے

میں آگیا۔ یہاں فرش پر پرانا قالین بچھا تھا۔ تخت پر تکئے لگے تھے۔ راجکمار نے تخت کی طرف اِشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہاں تم آرام کرو گی! تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو تم تالی بجا دینا۔ کنیزیں تمہیں تمہاری پسند کی چیزیں لا دیں گی۔ لیکن خبردار کسی کنیز سے بات کرنے کی کوشش مت کرنا! اگر تم نے ایسا کیا تو پھر جو کچھ ہو گا اس کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔"

ماریا نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم جو کہو گے میں ویسے ہی کروں گی راجکمار!"

راجکمار بولا۔

"اَب میں جاتا ہوں۔ ایک ہفتہ بعد آج ہی کے دن آؤں گا۔"

اِتنا کہہ کر راجکمار غائب ہو گیا۔ اُس کے جانے کے بعد ماریا نے کمرے کا گہری نظر سے جائزہ لیا۔ کمرے کی کوئی کھڑکی اور روشن دان نہ تھا صرف ایک دروازہ تھا جو بند تھا یا باہر بالکونی تھی۔ ماریا نے بالکونی میں سے جھانک کر دیکھا۔ یہ بالکونی بہت بلندی پر تھی اور نیچے بہت نیچے گہری کھڈ تھی جہاں نوکیلے پتھروں میں جھاگ اُڑاتا تیز رفتار دریا بہ رہا تھا۔ اُوپر موت، نیچے موت تھی۔

ماریا واپس آکر تخت پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ وہ اِس مصیبت سے کیسے چھٹکارا حاصل کر سکتی ہے۔ ابھی اُس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دماغ میں کوئی ترکیب نہیں آرہی تھی۔

ماریا کو ہم اس خونی بالکونی والے قطعے میں چھوڑ کر تھیوسانگ جولی کی طرف جاتے ہیں۔ یہاں ہم اپنے دوستوں کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ ناگ اِس وقت ۱۹۸۸ء یعنی ماڈرن زمانے کے لاہور شہر کے ایک ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ تھیوسانگ، عنبر اور جولی سانگ ملک ہندوستان کی سرحد کی طرف جا رہے ہیں تاکہ وہ لاہور ناگ کے پاس پہنچ سکیں۔ جب کہ کیٹی تین ہزار برس پرانے زمانے کے اہرامِ مصر کے نیچے مُردوں کی سلطنت میں حبشی فرعون کے قبضے میں ہے۔ حبشی فرعون نے کیٹی کی یادداشت غائب کر کے اُسے اپنی ملکہ بنا رکھا ہے۔

سب سے پہلے ہم جولی سانگ، عنبر اور تھیوسانگ کا حال بیان کرتے ہیں۔ یہ تینوں دوست آج کے سائنسی زمانے کے ملک ہندوستان کی سرحد کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ یہاں سے انھوں نے سرحد پار کر کے لاہور پہنچنا ہے۔ ان کے پاس پاسپورٹ اور ویزے بالکل نہیں ہیں۔ پرانے زمانے میں پاسپورٹ ویزے کے بغیر وہ بڑی آسانی سے کسی بھی ملک کی سرحد پار کر جاتے تھے مگر اب وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ اب ہر ملک کی سرحد پر بارڈر فورس کی فوج پہرہ دیتی تھی۔ کوئی غیر قانونی

طور پر سرحد پار کرے تو اُسے گولی سے اُڑا دیا جاتا تھا۔ سرحد کے قریب پہنچ کر عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ رُک گئے۔ وہ جھاڑیوں میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔

اِن سب کو کیٹی اور ماریا کے بچھڑ جانے کا بڑا افسوس تھا۔ مگر وہ کوشش کے باوجود ماریا اور کیٹی کو تلاش نہیں کر سکتے تھے۔ سامنے لاہور شہر کی سرحد تھی۔ عنبر کہنے لگا۔

"تھیوسانگ! سرحد پار کرانے میں تم ہی ہماری مدد کر سکتے ہو۔"

جولی سانگ نے کہا۔ "ویسے تو ہم پر گولی اثر نہیں کرے گی لیکن بہتر یہی ہے کہ ہم اپنے طریقے سے سرحد پار کریں۔" تھیوسانگ بولا۔

"ٹھیک ہے! میں تیار ہوں۔ تم بھی تیار ہو جاؤ۔"

تھیوسانگ نے اِسی وقت جولی سانگ اور عنبر کی گردنوں کو اپنی خاص اُنگلی سے چھو لیا۔ انگلی کے چھوتے ہی عنبر اور جولی سانگ اس کی اُنگلی جتنے ننھے مُنّے ہو گئے۔ اِس کے بعد تھیوسانگ نے اپنی اُنگلی سے اپنی ہی گردن کو چھوا۔ وہ بھی ننھا سا بن گیا۔ تینوں جھاڑیوں کے پاس چھوٹے چھوٹے چوہوں جتنے ہو کر کھڑے تھے اور اپنی حالت پر ہنس رہے تھے۔ تھیوسانگ نے اپنی باریک آواز میں کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"چلو اب ہم آسانی سے سرحد پار کر سکیں گے!"

وہ جھاڑیوں میں اپنی چھوٹی چھوٹی ٹانگوں سے چوہوں کی طرح چلتے آگے بڑھے۔ اتنے چھوٹے چھوٹے انسانوں کو بھلا کون دیکھ سکتا تھا۔ چنانچہ تینوں دوست آسانی سے سرحد پار کر کے لاہور پہنچ گئے۔

وہ واہگہ کے قریب کھیتوں سے گزر رہے تھے۔ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اتنے ننھے ننھے تھے کہ اُنہیں کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جب وہ سرحد سے کافی آگے نکل آئے تو سڑک کے کنارے ایک جگہ شیشم کے درختوں کے نیچے آ کر رک گئے۔ عنبر نے باریک آواز میں کہا۔

"تھیوسانگ! اب ہمیں پھر سے بڑا کر دو کیونکہ ہم سرحد پار کر کے لاہور شہر میں داخل ہو گئے ہیں۔"

تھیوسانگ نے سب سے پہلے اپنی گردن پر دوسری انگلی لگا کر اپنے آپ کو بڑا کیا۔ بڑا ہونے کے بعد اُس نے اِردگرد دیکھا وہاں کوئی اِنسان نہ تھا۔ تھیوسانگ نے اپنی دوسری انگلی کی مدد سے عنبر اور جولی سانگ کو بھی بڑا کر دیا۔ تینوں دوست پورے قد کے اِنسان بن گئے تو عنبر بولا۔

"خدا کا شکر ہے کہ لاہور شہر کی فضا میں ناگ کی خوشبو آ رہی ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ ناگ مال روڈ والے ہوٹل میں

موجود ہے۔"

تھیوسانگ اور جولی سانگ نے بھی فضا میں ناگ کی خاص خوشبو کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ بھی ناگ کے شہر میں موجود ہونے سے خوش ہوئے۔ کیونکہ اُن کا ہزاروں سال کا تاریخی اور سنسنی خیز سفر ایسا تھا کہ کوئی پتہ نہیں تھا کہ کون کب کس سے جدا ہو جائے۔

عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ سڑک پر آ گئے یہاں ایک بس شہر جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔ وہ بس میں سوار ہو گئے اور بس شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔

مال روڈ والے ہوٹل کے کمرے میں ناگ پہلے ہی سے ان کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ اُس نے بھی شہر میں داخل ہوتے ہی اپنے دوستوں تھیوسانگ، جولی سانگ اور عنبر کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ ناگ نے اُن سے پوچھا۔

"کیٹی اور ماریا کہاں ہیں؟ ان کی خوشبو نہیں آ رہی!"

عنبر نے ناگ کو بتایا کہ کیٹی اور ماریا اُن سے بچھڑ گئی ہیں ناگ نے کہا۔

"خدا نے چاہا تو اُن سے کہیں نہ کہیں ملاقات ہو جائے گی۔ خدا کا شکر ہے کہ تھیوسانگ تو آ گیا!"

تھیوسانگ مسکرایا اور کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے بھی تم دوستوں سے دوبارہ مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کیٹی آٹھ سو برس پہلے کے زمانے میں میرے ساتھ ہی تھی۔ پھر نہ جانے کیا ہوا کہ وہ مجھ سے بچھڑ گئی۔ میں تو ۱۹۸۸ء کے زمانے میں پہنچ گیا اور وہ راستے میں کہیں غائب ہو گئی۔"

جولی سانگ نے کہا۔

"میرا دل کہتا ہے کہ کیٹی اور ماریا بہت جلد ہمارے ساتھ آن ملیں گی۔ اب ہمیں یہ سوچنا ہے کہ اس جگہ رہیں یا یہاں سے کسی دوسرے شہر کو چلے جائیں۔"

عنبر کہنے لگا۔

"سارے شہر ایک جیسے ہی ہیں اور پھر ہم اس ماڈرن زمانے میں سے اپنی مرضی سے کسی پرانے زمانے میں نہیں جا سکتے۔ اگر اس زمانے میں ہی رہنا ہے تو پھر میری رائے میں ہمیں اسی شہر لاہور میں کچھ دیر رہ کر کیٹی اور ماریا کا انتظار کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہ یہاں پہنچ جائیں۔"

تھیو سانگ، ناگ اور جولی سانگ نے بھی اس تجویز کو پسند کیا اور انھوں نے لاہور شہر میں رہنے کا ہی فیصلہ کر لیا۔

جولی سانگ نے کہا۔

"ہم کم از کم ایک دو مہینے یہاں ضرور رہیں گے کیونکہ ہو سکتا ہے ان دو مہینوں میں کیٹی اور ماریا یہاں آ جائیں۔"

تھیو سانگ کہنے لگا۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر ہمیں اتنے دنوں کے لیے یہاں کے خرچ کا بندوبست بھی کرنا ہو گا۔ اس ہوٹل کا کرایہ بہت زیادہ ہے۔ ہم چاروں کا خرچ بہت زیادہ ہو جائے گا۔ میں ناگ اور عنبر تو ایک بیڈ والے کمرے میں رہ لیں گے لیکن ظاہر ہے کہ جولی سانگ کے لیے ایک الگ کمرہ لینا پڑے گا اور ایک کمرے کا کرایہ ایک ہزار روپے روزانہ ہے۔ اس حساب سے ہمیں دو مہینے کے لیے کافی روپے کی ضرورت ہو گی۔"

عنبر نے مسکرا کر ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"جب تک ناگ ہمارے ساتھ ہے ہمیں روپے پیسے کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ کیوں ناگ بھیا؟"

ناگ بھی ذرا سا مسکرایا اور بولا۔

"کیوں نہیں۔ میں آج ہی روپوں کا بندوبست کرتا ہوں۔"

عنبر بولا۔ "تو پھر ابھی جا کر کہیں سے مال دولت لاؤ کیونکہ ہمارے پاس صرف آج کے دن کا ہی خرچ ہے۔"

ناگ کہنے لگا۔

"ٹھیک ہے! میں ابھی جاتا ہوں۔"

جولی سانگ نے پوچھا۔

"تم کہاں جاؤ گے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ بولا۔

"میں لاہور شہر پہلے بھی آچکا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں پرانے بادشاہوں کے محلات بھی ہیں اور قلعہ بھی ہے اور یہاں پرانے بادشاہوں کے محلات کے کھنڈر ہوں وہاں کہیں نہ کہیں کوئی خزانہ ضرور دفن ہوتا ہے۔"

عنبر نے کہا۔

"کیا میں تمہارے ساتھ چلوں؟"

ناگ نے کہا۔

"اِس کی کیا ضرورت ہے۔ میں اکیلا ہی چلا جاؤں گا مجھے کیا ڈر ہے بھلا!"

تھیوسانگ بولا۔

"تو پھر جلدی واپس آجانا۔ جب تک تم واپس نہیں آؤ گے ہمیں بڑی فکر ہوگی۔"

ناگ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میں بہت جلد واپس آجاؤں گا۔"

ناگ نے ٹھنڈا انگریزی سوٹ پہن رکھا تھا۔ وہ ہوٹل سے نکل کر مال روڈ پر آگیا۔ یہاں اُس نے ٹیکسی لی اور اُسے مقبرہ جہانگیر کی طرف چلنے کو کہا۔ اُسے یقین تھا کہ مقبرۂ جہانگیر آثارِ قدیمہ میں سے ہے اور وہاں کہیں نہ کہیں کوئی پرانا خزانہ ضرور

دفن ہوگا۔ دن کے دس بجے تھے۔ لاہور شہر کی سڑکوں پر کافی رش تھا۔ دھوپ چمک رہی تھی۔ ٹیکسی مقبرہ جہانگیر کے گیٹ کے پاس ایک طرف رک گئی۔ ناگ نے ٹیکسی سے اُتر کر مقبرے کی ٹکٹ لی اور مقبرے کے باغ میں آگیا۔ باغ میں کچھ لوگ اِدھر اُدھر سیر کرتے پھر رہے تھے۔

ناگ مقبرے کے پیچھے چلا آیا۔ یہاں دُور تک درخت اور گھاس کا میدان تھا۔ دیوار کے پاس ایک بُرجی بنی ہوئی تھی۔ اُس برجی کے قریب کا ایک کھنڈ بھی تھا۔

ناگ اِس کھنڈ کے پاس آیا۔ اِردگرد دیکھا۔ جب اُسے یقین ہوگیا کہ وہ وہاں اکیلا ہے تو اُس نے اپنے منہ سے سانپ کی سیٹی کی آواز نکالی اور سانپوں کی زبان میں کہا۔

"کیا یہاں کوئی خزانے کا سانپ ہے؟ میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ چاروں طرف دھوپ کی روشنی میں غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے اُسے سانپ کی پھنکار کی آواز سنائی دی۔ ناگ نے دیکھا کہ سامنے والی بُرجی کے پیچھے سے ایک چتکبرا سانپ پھن اُٹھائے تیزی سے رینگتا اس کی طرف چلا آرہا ہے۔ اُس نے قریب آتے ہی ادب سے تین بار پھن اٹھا کر ناگ کو سلام کیا اور بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام! ہماری خوش قسمتی ہے کہ ناگ دیوتا یہاں تشریف لایا۔ مجھے حکم کرو! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" ناگ نے پوچھا۔

"تم جس خزانے کے سانپ ہو وہ کس جگہ دفن ہے؟"

چتکبرا سانپ بولا۔

"اس برجی کے نیچے مغل بادشاہوں کے وقت کا خزانہ دفن ہے حضور! میں اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ آپ حکم کیجیے!"

ناگ نے کہا۔

"اس خزانے میں سے مجھے ایک ہیرا لا دو۔ مجھے اس کی ضرورت ہے۔"

چتکبرے سانپ نے پھن جھکا کر کہا۔

"جو حکم ناگ دیوتا! آپ کہیں تو میں خزانے کے سارے ہیرے جواہرات آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دوں۔"

ناگ نے کہا۔

"نہیں! مجھے سارا خزانہ نہیں چاہیے۔ صرف ایک قیمتی ہیرا لا کر دے دو!"

"جو حکم ناگ دیوتا!"

یہ کہہ کر چتکبرا سانپ واپس مڑا اور برجی کے پاس جا کر زمین کے اندر گھس گیا۔ ناگ خاموشی سے درختوں کے نیچے کھڑا

ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ اتفاق سے وہاں اس وقت کوئی آدمی نہیں تھا۔ ناگ بھی یہی چاہتا تھا کہ اسے سانپ سے قیمتی ہیرا لیتے کوئی نہ دیکھے۔

تھوڑی دیر بعد چتکبرا سانپ نمودار ہوا۔ اس نے اپنے منہ میں ایک ناشپاتی جتنا بڑا ہیرا پکڑ رکھا تھا۔ ہیرے میں بڑی زبردست چمک تھی۔ چتکبرا سانپ قریب آ گیا۔ اس نے ہیرا ناگ کے قدموں میں رکھ دیا اور بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! یہ خزانے کا سب سے قیمتی ہیرا ہے جو میں آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔"

ناگ نے ہیرے کو اٹھایا اور غور سے دیکھا۔ اتنا بڑا ہیرا اس نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ کہنے لگا۔

"واقعی یہ بڑا قیمتی ہیرا ہے۔ تمہارا شکریہ!"

سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میرے لائق کوئی اور خدمت ہو تو حکم کریں۔"

ناگ نے کہا۔

"نہیں، ابھی تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ تم جا سکتے ہو!"

چتکبرے سانپ نے اپنا پھن تین بار جھکا کر سلام کیا اور جدھر سے آیا تھا ادھر چلا گیا۔ ناگ نے ہیرا اپنی جیب میں رکھا اور مقبرے کے پھاٹک کی طرف چل دیا۔ باہر آ کر اس نے ٹیکسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پکڑی اور سیدھا مال روڈ والے ہوٹل میں آگیا۔ عنبر، ٹھیبو سانگ اور جولی سانگ کمرے میں بیٹھے اُس کا انتظار کر رہے تھے۔ ناگ کو دیکھ کر وہ خوش ہوئے۔ ٹھیبو سانگ نے پوچھا۔

"کیا تم کامیاب ہو گئے ہو ناگ بھیا؟"

ناگ نے کہا۔

"ناگ کبھی ناکام نہیں لوٹا کرتا۔"

اور اُس نے جیب سے ناشپاتی جتنا ہیرا نکال کر میز پر رکھ دیا۔ اس ہیرے کی چمک نے سب کو حیران کر دیا۔ عنبر بولا۔

"کس قدر خوب صورت ہیرا ہے!"

ٹھیبو سانگ اُسے اُٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔

"بالکل بے داغ ہیرا ہے۔"

جولی سانگ بولی۔

"میں نے اتنا بڑا اور بے داغ ہیرا پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ یہ تو بہت قیمتی ہو گا ناگ بھیا!"

ناگ بولا۔

"قیمتی تو بہت ہو گا مگر یہاں کے جوہری اس کی پوری قیمت کہاں دیں گے۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"لیکن ہم انہیں مفت میں بھی نہیں دیں گے اتنا قیمتی ہیرا۔"

عنبر بولا۔

"یہ تو صرافہ بازار میں چل کر ہی معلوم ہو گا کہ وہ لوگ اس کے کتنے پیسے دیتے ہیں۔ ہمارے ساتھ کون کون چلے گا؟ میرا خیال ہے کہ مجھے اکیلے ہی جانا چاہیے۔"

ٹھیبو سانگ ہنس کر کہنے لگا۔

"ویسے تو تم میں اتنی زبردست طاقت ہے کہ تم اکیلے ہی کافی ہو۔ لیکن میرا خیال ہے کہ مجھے بھی تمہارے ساتھ چلنا چاہیے۔ کیوں ناگ تمہارا کیا خیال ہے؟"

ناگ نے عنبر سے کہا۔

"ٹھیک ہے عنبر بھیا! تم ٹھیبو سانگ کو ساتھ لے جاؤ۔ ویسے تو لاہور کے لوگ بڑے ایمان دار ہیں لیکن پانچوں انگلیاں ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ ہو سکتا ہے وہاں کچھ گڑبڑ ہو جائے اور جوہری تمہیں لوٹنے کی کوشش کرے۔"

عنبر بولا۔ "ٹھیک ہے، ٹھیبو سانگ کو ساتھ لے جاتا ہوں۔"

جولی سانگ اور ناگ ہوٹل کے کمرے میں ہی رہے جبکہ ٹھیبو سانگ اور عنبر قیمتی ہیرا لے کر شہر کے جوہریوں کے بازار کی طرف روانہ ہو گئے۔ جوہری بازار میں بڑی رونق تھی۔ دکانوں پر دن کے وقت بھی بجلی کے بلب روشن تھے۔ شیشوں کی الماریوں میں ہیرے جواہرات چمک رہے تھے۔ سونے کے ہار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لٹک رہے تھے۔ عنبر اور تھیو سانگ نے بھی ۱۹۸۸ء کے زمانے کے مطابق کٹھنڈڑا سوٹ یعنی کوٹ پتلون پہن رکھا تھا۔ دونوں خاموشی سے جوہری بازار میں سے گزر رہے تھے۔ ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"وہ سامنے والی دکان بہت بڑی ہے۔ یہ کوئی امیر جوہری ہے۔ یہی ہمارے ہیرے کی قیمت ادا کر سکے گا۔ کیا خیال ہے تمہارا تھیو سانگ؟"

تھیو سانگ بولا۔

"ٹھیک ہے! چلو اسی دکان پر چلتے ہیں!"

تھیو سانگ اور عنبر جوہری کی شان دار چمکتی ہوئی روشن روشن دکان میں داخل ہوئے۔ جوہری ایک بیگم صاحبہ کو ہیرے جواہرات کا سیٹ دکھا رہا تھا۔ عنبر اور تھیو سانگ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جب بیگم چلی گئی تو جوہری نے عنبر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں جی! آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

جوہری شکل ہی سے بڑا چالاک لگتا تھا۔ اس نے عنبر، تھیو سانگ کو عام کوٹ پتلون میں دیکھا تو سمجھ گیا کہ معمولی نوجوان ہیں اور انگوٹھی وغیرہ پالش کروانے آئے ہوں گے۔ اس نے پوچھا۔

"آپ نے اپنی گاڑی کہاں کھڑی کی ہے؟"

تھیو سانگ نے کہا۔

"ہمارے پاس گاڑی نہیں ہے۔ ہم ٹیکسی پر آئے ہیں"۔

یہ سن کر جوہری نے نفرت سے تھیو سانگ اور عنبر کی طرف دیکھا اور بولا۔

"جلدی بتایئے آپ کس کام سے آئے ہیں۔ ایک بات میں آپ کو بتا دوں کہ ہم انگوٹھیوں وغیرہ کو پالش کرنے کا کام نہیں کرتے۔ ہم صرف سونے اور جواہرات کا کام کرتے ہیں۔"

عنبر نے خاموشی سے جیب میں سے قیمتی ہیرا نکال کر اس کے سامنے کاؤنٹر پر رکھ دیا اور آہستہ سے بولا۔

"ہم اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔"

ہیرے کو دیکھتے ہی عیار جوہری کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ اس نے اپنی ساری زندگی میں اتنا بڑا اور اتنا بے داغ اور اصلی ہیرا کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کبھی ہیرے کو دیکھتا اور کبھی عنبر اور تھیو سانگ کو دیکھتا۔ جوہری سمجھ گیا کہ ان لوگوں نے یہ قیمتی ہیرا کسی دوسرے شہر کے سرکاری عجائب گھر سے چوری کیا ہے۔ اس کی نیت بدل گئی۔ کہنے لگا۔

"مجھے یہ ہیرا کوئی خاص ہیرا نہیں لگتا۔ ہو سکتا ہے یہ نقلی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو۔ یعنی شیشے کو تراش کر بنایا گیا ہو۔"
عنبر نے کہا۔
"یہ بالکل اصلی ہیرا ہے۔"
عیار جوہری بولا۔
"میں اسے اپنی خاص مشین پر چیک کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ چیک کرنے والی مشین اندر ہے میں ابھی چیک کر کے آتا ہوں مشین پر کھرا کھوٹا سب معلوم ہو جائے گا۔"
پھر عیار جوہری ہیرے کو لے کر اپنے چھوٹے سے کمرے میں گھس گیا۔ کمرے میں آتے ہی اُس نے الماری کے دراز کو کھولا۔ اس میں اُسی اصلی ہیرے کے سائز کا ایک نقلی یعنی شیشے کا بنا ہوا ہیرا پڑا تھا۔ جوہری نے اصلی ہیرا وہاں رکھ دیا اور نقلی ہیرا لے کر باہر آ گیا۔
یہ نقلی ہیرا بھی بالکل اصلی ہیرے کی طرح تھا۔ کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ یہ اصلی نہیں ہے۔ جوہری نے ہیرا عنبر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔
"معاف کیجئے گا! یہ ہیرا نقلی ہے۔ میں یہ نہیں خرید سکتا ہاں اگر آپ کو روپوں کی بہت ضرورت ہے تو میں آپ کو اِس ہیرے کے عوض ایک ہزار روپے دے دوں گا۔ وہ بھی اِس لیے کہ آپ میری دکان پر تشریف لے آئے ہیں اور میں آپ

کو خالی ہاتھ نہیں جانے دوں گا۔"
اِس عیار جوہری کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اُس کے سامنے کون لوگ کھڑے ہیں اور وہ کس سے باتیں کر رہا ہے۔ تھیوسانگ اور عنبر نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا کہ جوہری نے ان کا اصلی ہیرا اندر کمرے میں چھپا دیا ہے اور اس کی جگہ نقلی ہیرا اٹھا کر لے آیا ہے۔ عنبر نے نقلی ہیرے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔
"یہ واقعی نقلی ہیرا ہے مگر یہ ہمارا ہیرا نہیں ہے۔ ہمارا ہیرا اصلی تھا جو آپ نے اندر کمرے میں کہیں چھپا دیا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ آپ جلدی سے اندر جائیں اور ہمارا اصلی ہیرا لا کر ہمیں واپس کر دیں۔"
عیار جوہری دل میں حیران ضرور ہوا مگر وہ اصلی ہیرا واپس نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایک دم غصے میں آ گیا۔
"تو کیا آپ مجھے دھوکے باز سمجھتے ہیں۔ ہماری دکان شہر کی سب سے پرانی دکان ہے۔ اپنا نقلی ہیرا اٹھاؤ اور دکان سے باہر نکل جاؤ نہیں تو میں ابھی پولیس کو بلاتا ہوں کہ یہ دھوکے باز نقلی ہیرا دے کر مجھے لوٹنا چاہتے ہیں۔"
عنبر نے تھیوسانگ کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو تھیوسانگ اپنا کام شروع کر دو اور اِس عیار دھوکے باز کو سبق سکھاؤ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھیبو سانگ پہلے ہی تیار تھا۔ اُس نے عیار جوہری سے کہا۔

"تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ ہمیں ہمارا اصلی ہیرا واپس کر دو۔"

عیار جوہری زیادہ غصے میں آکر بولا۔

"کیا تم مجھے دھوکے باز سمجھ رہے ہو! میں ابھی پولیس کو بلاتا ہوں۔ نکل جاؤ میری دکان سے!"

اب ٹھیبو سانگ نے اُسے سبق سکھانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے اپنی سیدھی اُنگلی آگے کی اور بڑے آرام سے عیار جوہری کی گردن کے پاس لا کر بولا۔

"یہ تمہاری گردن پر کیا نکلا ہوا ہے؟"

اور ٹھیبو سانگ نے اپنی انگلی عیار جوہری کی گردن سے لگا دی۔ انگلی کے لگتے ہی عیار جوہری چُوہے سے بھی چھوٹا ہو گیا۔ وہ کاؤنٹر کے نیچے قالین پر چوہے کی طرح کھڑا تھا اور اپنی باریک پتلی آواز میں شور مچا رہا تھا۔

"مجھے کیا ہو گیا ہے! مجھے کیا ہو گا! مجھے بچاؤ! مجھے بچاؤ! میں اِتنا چھوٹا کیسے ہو گیا ہوں!"

دکان میں جوہری کا ایک دوسرا ساتھی بھی تھا جو دوسرے کاؤنٹر پر گاہکوں کو سونے کا سیٹ دکھا رہا تھا۔ عیار جوہری اِتنا چھوٹا ہو گیا تھا اس کی آواز اِتنی باریک ہو گئی تھی کہ

اُسے کوئی بھی نہ سُن سکا۔ ٹھیبو سانگ نے چُوہے جتنے جوہری کو قالین پر سے اُٹھا کر اپنی جیب میں رکھا اور عنبر کے ساتھ دکان سے باہر آ گیا۔

چُوہے جتنا عیار جوہری ٹھیبو سانگ کی جیب میں اُچھل کُود مچا رہا تھا شور مچا رہا تھا مگر اس کی آواز جیب میں ہی گھُٹ کر رہ گئی تھی۔

عنبر اور ٹھیبو سانگ عیار جوہری کو لے کر بازار سے نکل آئے۔ سامنے ایک مسجد تھی۔ مسجد کے پیچھے کوئی نہ تھا۔ عنبر اور ٹھیبو سانگ وہاں آ گئے۔ ٹھیبو سانگ نے جیب سے عیار جوہری کو نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا اور اس کی طرف جُھک کر کہا۔

"اب بولو کیا کہتے ہو؟ کیا ہمارا اصلی ہیرا ہمیں واپس کرو گے یا باقی ساری زندگی اِسی طرح چُوہے جتنا بن کر زندہ رہنا چاہتے ہو؟"

عیار جوہری کا مارے خوف کے بُرا حال ہو رہا تھا اُس نے ہاتھ جوڑ دیئے اور روتے ہوئے باریک آواز میں بولا۔

"مجھے معاف کر دو۔ مجھے دکان پر لے چلو۔ مجھے خدا کے لیے پھر سے بڑا کر دو! میں تمہارا اصلی ہیرا تمہیں واپس کر دوں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر بولا۔

"یہ سیدھی راہ پر آگیا ہے۔ اِسے واپس لے چلو!"

ہفیوسانگ نے عیار جوہری کو اپنی جیب میں رکھ لیا اور دونوں اس کی دکان میں دوبارہ داخل ہوکر کاؤنٹر کے پاس جاکر کھڑے ہوگئے۔

ہفیوسانگ نے عیار جوہری کو جیب سے نکالا اور دوسرے آدمیوں کی نظریں بچاکر اُسے آہستہ سے کاؤنٹر کے پیچھے قالین پر رکھا اور اُس کی گردن پر اپنی دوسری اُنگلی لگادی۔ دوسری اُنگلی کے چھوتے ہی عیار جوہری پھر سے بڑا ہوگیا۔ وہ پورے قد سے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا تھا، پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے جسم کو دیکھتا اور عنبر اور ہفیوسانگ کی طرف دیکھتا تھا۔ اُسے یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ چوہے سے بھی چھوٹا تھا اور اب دوبارہ پھر سے بڑا ہوگیا ہے۔ اس کی آنکھوں سے دہشت برس رہی تھی۔ عنبر نے آہستہ سے کہا۔

"اب ایسا کرو کہ اندر جاؤ، اپنا نقلی ہیرا وہیں رکھ دو، ہمارا اصلی ہیرا لے آؤ!"

ہفیوسانگ نے کہا۔

"مجھے یقین ہے اب تم ہم سے دھوکا کرنے کی کوشش نہیں کروگے۔"

عیار جوہری نے کانوں کو ہاتھ لگائے اور سہمی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!!"

عیار جوہری کمرے کے اندر گیا جب وہ واپس آیا تو اُس کے ہاتھ میں عنبر کا اصلی ہیرا تھا۔ اُس نے یہ ہیرا عنبر کے سامنے رکھتے ہوئے ہاتھ جوڑے اور کہا۔

"یہ آپ کی امانت ہے!"

عنبر کہنے لگا۔

"بات یہ ہے کہ ہم اِس ہیرے کو بیچنا چاہتے ہیں۔ ہمیں کچھ روپوں کی ضرورت ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ یہ اصلی ہیرا ہے اِس کی قیمت بھی تم جانتے ہو کہ کئی لاکھ ہے۔ تم ایسا کرو کہ ہمیں صرف ایک لاکھ روپیہ دے دو۔ باقی ہم اپنی خوشی سے تمہیں معاف کرتے ہیں۔ تم چاہے اِس کے عوض دس لاکھ کماؤ مگر ہمیں اِس وقت ایک لاکھ روپیہ ادا کردو۔ ہیرا تمہارا ہوگا۔"

عیار جوہری کو معلوم تھا کہ یہ ہیرا بارہ لاکھ روپے سے کم قیمت کا نہیں ہے۔ فوراً راضی ہوگیا۔ کہنے لگا۔

"کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ آپ مجھ سے یہ ہیرا واپس لینے آجائیں گے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا۔

"ہم تمہیں زبان دیتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ اب یہ ہیرا تمہارا ہے۔ تم ہی اِس کے مالک ہوگے۔"

جوہری اسی وقت کمرے میں گیا۔ ایک بریف کیس لے آیا جو ہزار ہزار روپے کے نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ اُس نے فوراً ایک لاکھ روپے عنبر تھیوسانگ کو ادا کر دیئے۔ عنبر تھیوسانگ نے قیمتی ہیرا جوہری کو دے کر تحریر لکھ دی کہ ہم نے اپنی مرضی سے یہ ہیرا فروخت کیا ہے اور قیمت بھی وصول کر لی ہے۔

سارے نوٹ پلاسٹک کے تھیلے میں ڈال کر تھیوسانگ نے کوٹ کے اندر سنبھال کر رکھ لیے، عیار جوہری سے اجازت لی اور دکان سے باہر نکل آئے۔ جوہری بہت خوش تھا۔ اُس نے گیارہ لاکھ روپے ایک گھنٹے میں کما لیے تھے۔ عنبر تھیوسانگ کو بھی اِس وقت روپوں کی ضرورت تھی۔

چھ خونی نقاب پوش

ہوٹل میں واپس آ کر تھیوسانگ اور عنبر نے جولی سانگ اور ناگ کو سارا واقعہ سنایا تو بہت ہنسے۔ ان کے پاس کافی روپے آ گئے تھے۔ ہوٹل کے سارے بل ادا کر دیئے گئے۔ وہ بڑے آرام سے اب ایک دو مہینے اِس ہوٹل میں گزار سکتے تھے۔ جولی سانگ کے لیے فوراً ساتھ والا کمرہ لے لیا گیا۔ تھیوسانگ، عنبر اور ناگ ایک ہی کمرے میں رات کو سو جاتے۔ سونا کیا تھا بس باتیں کرتے رہتے اور کسی وقت یونہی رات گزارنے کے لیٹ جاتے۔ اُن کے پاس کتنے ہی نوٹ باقی تھے جن کو بریف کیس میں بند کر کے ناگ نے کمرے کی الماری میں تالا لگا کر رکھ لیا تھا۔

اب وہ یہ کرتے کہ جولی سانگ کو ہوٹل ہی میں چھوڑ کر عنبر، ناگ اور تھیوسانگ لاہور شہر کے الگ الگ علاقوں میں نکل جاتے، سارا دن تلاش کرتے کہ شاید کہیں کیٹی یا ماریا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے ملاقات ہو جائے۔ شام کو ہوٹل میں واپس آجاتے۔

اسی طرح جب انہیں لاہور میں رہتے ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا تو ایک روز ناگ کہنے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم میں سے کسی کو پاکستان کے کسی اور شہر میں بھی جا کر کیٹی اور ماریا کو تلاش کرنا چاہیے کیوں کہ پاکستان میں دوسرے شہر بھی ہیں۔ ہو سکتا ہے ماریا اور کیٹی کا وہاں کوئی سُراغ مل جائے۔"

خیال بڑا معقول تھا۔ ففیو سانگ، عنبر اور جولی سانگ نے اسے پسند کیا۔ ناگ بولا۔

"میں پاکستان کے سارے شہروں سے واقف ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ دوسرے شہروں میں مَیں جاؤں۔"

ففیو سانگ نے کہا۔

"کیا خیال ہے؟ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں؟"

ناگ کہنے لگا۔

"تمہارے جانے کی کیا ضرورت ہے! میں اکیلا ہی بہت ہوں۔ تم لاہور میں ہی ٹھہرو تو بہتر ہے!"

عنبر نے کہا۔

"مگر تم کس شہر میں جاؤ گے؟ پاکستان کے شہروں سے میں تھوڑا بہت واقف ہوں۔"

ناگ کچھ سوچ کر بولا۔

"میرا خیال ہے کہ میں پہلے کراچی جاؤں۔ کراچی بڑا شہر ہے اور سمندر کی بندرگاہ بھی ہے۔"

جولی سانگ کہنے لگی۔

"مگر تم وہاں زیادہ دن تو نہیں لگاؤ گے نا؟ کیونکہ ہمیں تمہاری بھی فکر لگ جائے گی!"

ناگ بولا۔

"زیادہ دیر وہاں رہنے کی ضرورت ہی نہیں ہو گی۔ زیادہ سے زیادہ چار دن میں مَیں سارے کراچی میں گھوم پھر لوں گا۔ اگر کیٹی اور ماریا مل گئیں تو انہیں بھی ساتھ ہی لیتا آؤں گا۔"

عنبر نے پوچھا۔

"تم کس دن جانا چاہتے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

"آج رات ہوائی جہاز سے چلا جاؤں گا۔ وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ!"

یہ طے ہو گیا کہ ناگ چار دن کے لیے کراچی جائے گا۔ ناگ نے ہوٹل کے منیجر کو فون کر کے کہا کہ رات کی فلائیٹ میں لاہور سے کراچی تک ایک سیٹ بُک کرا دی جائے۔ ناگ نے کرائے کے روپے بھی منیجر کو بھجوا دیئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوائی جہاز رات کے دو بجے جاتا تھا۔ ناگ ہوٹل سے نکل کر ایک بجے لاہور کے ہوائی اڈے پر پہنچ گیا۔ جہاز میں سوار ہوا کراچی روانہ ہو گیا۔

کراچی ایئر پورٹ پر پہنچنے کے بعد وہ سیدھا تاج محل ہوٹل میں آگیا۔ یہاں پہلے ہی سے ناگ کے لیے ایک کمرہ بک کرا دیا گیا تھا۔ باقی رات ناگ نے وہیں ہوٹل میں گزار دی۔ اُس نے کراچی کی فضا میں گہرے سانس لے کر دیکھ لیا تھا کہ وہاں کی فضا میں ماریا یا کیٹی کی خوشبو کہیں نہیں ہے لیکن اِس خیال سے کہ ہو سکتا ہے ماریا اور کیٹی کسی طلسم کی وجہ سے کسی جگہ قید ہوں اور ان کے جسموں سے خاص خوشبو نہ اٹھ رہی ہو۔

دوسرے دن ناگ نے کراچی شہر میں ماریا اور کیٹی کی تلاش شروع کر دی۔ وہ ٹیکسی لے لیتا اور دن بھر شہر کے چکر لگاتا۔ ایک علاقے کا اِنتخاب کر کے اُسے سارے کا سارا دیکھتا۔ دوسرے روز شہر کے دوسرے علاقے میں ٹیکسی لے کر نکل جاتا۔ تین دن گزر گئے۔ ابھی تک ناگ کو ماریا اور کیٹی کا کوئی سُراغ نہ ملا تھا۔ مگر ناگ نے اپنی تلاش جاری رکھی۔

ایک دن ناگ شہر کراچی کی ایک دُور دراز بستی کی طرف نکل گیا۔ اُس نے ٹیکسی چھوڑ دی تھی اور پیدل ہی پھر رہا تھا۔

پھرتے پھراتے وہ آبادی میں آگیا۔ شام کا وقت تھا۔ لوگ کام کاج سے فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے۔ دکانیں کھلی تھیں جن میں بتیاں جل رہی تھیں۔ بازار میں کافی رونق تھی۔ ناگ، ماریا اور کیٹی کا سراغ لگاتا پھر رہا تھا۔ وہ ایک چائے خانے میں بیٹھ کر چائے پینے لگا۔ وہ لوگوں کی باتیں سُنتا کہ شاید اُن کی گفتگو سے ماریا اور کیٹی کا کچھ پتہ چل جائے۔

ناگ چائے خانے میں بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ دو چار آدمی بھی بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ بازار سارا نظر آ رہا تھا۔ اچانک بازار میں ایک کار داخل ہوئی۔ کار میں سے کلاشن کوف رائفلوں کی نالیاں باہر نکلیں اور لوگوں پر اندھا دھند گولیاں برسنا شروع ہو گئیں۔ بازار میں چیخ و پکار مچ گئی، بھگدڑ مچ گئی۔

کار میں چھ نقاب پوش بیٹھے کلاشن کوف رائفلوں سے بے قصور، امن پسند شہریوں پر اندھا دھند گولیاں برسا رہے تھے۔ لوگ خون میں لت پت ہو کر سڑک پر گر گر کر تڑپنے لگے۔ چائے خانے میں بیٹھے ہوئے آدمی وہیں فرش پر لیٹ گئے۔ ناگ جلدی سے اُٹھا اور دکان کے چبوترے کے پیچھے ہو کر کار کو دیکھنے لگا۔ کار گولیاں برساتی، لوگوں کو ہلاک کرتی، زخمیوں کو تڑپتا چھوڑ کر بازار سے گزر گئی۔ ناگ تیزی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے دکان کے چبوترے سے نکل کر بازار میں آ گیا۔ بازار میں لاشیں ہی لاشیں پڑی تھیں۔ کتنے لوگ تڑپ رہے تھے۔ جگہ جگہ خون بکھرا پڑا تھا۔ بازار ایک دم خالی ہو گیا تھا۔

ناگ نے لمبا سانس کھینچا اور سیاہ عقاب کی شکل اختیار کرتے ہی وہ فضا میں بلند ہو گیا اور جدھر خونی کار گئی تھی اُدھر کو غوطہ لگایا۔ خونی کار بازار سے نکل کر سمندر کی طرف ویران نیم اندھیری سڑک پر بھاگی جا رہی تھی۔ یہ قاتلوں اور خونیوں کی کار تھی جو ابھی ابھی نہ جانے کتنے بے گناہ معصوم لوگوں کو ہلاک کر کے بھاگے جا رہے تھے۔

ناگ نے اخباروں میں پڑھ رکھا تھا کہ پاکستان میں دشمن ملک نے کچھ تخریب کار بھیج رکھے ہیں جن کا کام پاکستان میں لوگوں کو اندھا دھند قتل کر کے یہاں کی امن پسند فضا کو تباہ کرنا ہے تاکہ پاکستان کو نقصان پہنچے اور یہ ملک خدانخواستہ ختم ہو کر رہ جائے۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ دشمن کے بھیجے ہوئے تخریب کار ہیں۔ ناگ کار کے اوپر آ گیا۔

وہ سیاہ عقاب کی شکل میں کار کے اوپر اڑ رہا تھا۔ اُس کے نیچے کار ایک طرف بھاگی جا رہی تھی۔ ناگ اگر چاہتا تو اُن چھ کے چھ نقاب پوش تخریب کاروں کو ہلاک کر دیتا مگر اُس نے سوچا کہ ان کو ہلاک کرنے کی بجائے ان کے ٹھکانے کا پتہ کرنا چاہیے

تاکہ اُن کے دوسرے تخریب کار ساتھیوں کا سُراغ مل جائے اور پھر ان سب کو موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے یا پولیس کو اطلاع دی جائے تاکہ پولیس اِن سب کو گرفتار کر لے۔

ناگ کار کے اوپر بلندی پر اڑتا چلا گیا۔

خونی کار شہر سے دُور چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلوں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ دور سمندر نظر آنے لگا۔ شام کا اندھیرا اَب رات کی سیاہی میں گھل مل گیا تھا۔ مگر ناگ اِس اندھیرے میں بھی اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا۔

کار ایک طرف اندھیرے میں گھوم گئی۔ یہاں ٹیلے کے پیچھے کار اندھیرے میں رک گئی۔ ناگ عقاب کی شکل میں نیچے اُتر آیا اور ایک طرف اندھیرے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ کار کے اندر سے چھ نقاب پوش باہر نکلے۔ اُن کے ہاتھوں میں کلاشن کوف رائفلیں تھیں۔ ٹیلے کی دیوار ایک طرف جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی انھوں نے سوکھی جھاڑیوں کو ایک طرف ہٹایا۔ اندر ایک غار سی بنی ہوئی تھی۔ وہ اِس غار میں داخل ہو گئے۔ ایک نقاب پوش نے سوکھی شاخیں آگے کر کے دیوار کے سوراخ کو دوبارہ چھپا دیا۔

ناگ سمجھ گیا کہ یہ تخریب کار اسی غار میں رہتے ہیں یا انھوں نے اِس غار میں اپنا عارضی اڈا بنا رکھا ہے۔ ناگ کے دل میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ یہ قاتل خونی ملک دشمن تخریب کار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ جانے کتنے بے گناہ شہریوں کو خاک و خون میں تڑپا کر آئے تھے۔ ناگ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اِن میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ وہ صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ ان کے دوسرے ساتھی کہاں ہیں اور اُن کا سردار تخریب کار کون ہے تاکہ اِس سارے کے سارے پاکستان دشمن تخریب کاروں کے گروہ کا خاتمہ کر دیا جائے۔

اب ناگ کے لیے ضروری تھا کہ وہ غار کے اندر جائے اور معلوم کرے کہ یہ تخریب کار اندر کیا کر رہے ہیں۔ ناگ کے لیے غار میں جانا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ اس میں اِتنی طاقت تھی کہ وہ جو چاہے رُوپ بدل لے۔ وہ ناگ دیوتا تھا۔ ہزاروں برس سے زندہ رہنے والا سب سے بڑا سانپ تھا اور اس میں اِتنی طاقت تھی کہ جس جانور کی شکل چاہے اختیار کر سکتا تھا۔ صرف ماریا کی طرح غائب نہیں ہو سکتا تھا اور کسی دوسرے انسان کی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔

ناگ نے گہرا سانس لیا اور فوراً سیاہ عقاب کی جگہ کالے رنگ کا ایک فٹ لمبا سانپ بن گیا۔ سانپ کی شکل میں آتے ہی ناگ رینگتا ہوا سوکھی جھاڑیوں کے نیچے سے ہو کر غار میں داخل ہو گیا۔

غار میں اندھیرا تھا۔ مگر سانپ اور خاص طور پر ناگ تو

اندھیرے میں بھی اُسی آسانی سے دیکھ لیتا تھا جس طرح ہم لوگ روشنی میں دیکھ لیتے ہیں۔ ناگ اندھیرے میں غار کی دیوار کے ساتھ ساتھ آگے چلا۔ تھوڑی دور رینگنے کے بعد غار دائیں طرف گھوم گئی۔ یہاں ایک لالٹین لوہے کے چھوٹے سے میز پر رکھی جل رہی تھی۔

اُس کی روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ دیوار کے ساتھ کتنی ہی کلاشن کوف رائفلیں، مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔ کونے میں گولیوں اور دستی بموں کا ڈھیر لگا تھا۔ چھ آدمی زمین پر بیٹھے تھے۔ اُن کے نقاب اُن کے سامنے پڑے تھے۔ کلاشنکوف رائفلیں انھوں نے اپنے پاس ہی زمین پر رکھی ہوئی تھیں۔ یہاں ایک ساتواں آدمی بھی تھا جو کہ رہا تھا۔

"تمہارے اندازے کے مطابق کتنے پاکستانی مارے گئے ہوں گے؟"

ایک نقاب پوش بولا۔

"میرے خیال میں کچھ نہیں تو بیس کے قریب پاکستانی مزدور ہماری گولیوں سے ہلاک ہو گئے ہوں گے۔ ہم نے تو اندھا دھند گولیاں برسانی شروع کر دی تھیں۔"

دوسرا نقاب پوش بولا۔

"سات پاکستانیوں کو تو میں نے خود گولی مار کر ہلاک کیا تھا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہم نے تو گولیوں کا مینہ برسا دیا تھا۔"

تیسرا نقاب پوش کہنے لگا۔

"بہت سے پاکستانی زخمی بھی ہوئے ہیں۔ ان میں سے کئی شدید زخمی ہیں جو ہسپتال جاکر مر جائیں گے۔"

اُن کا سرغنہ خاموشی سے نقاب پوشوں کی کارگزاری سُن رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"شاباش! تمہارا آج کا مشن کامیاب رہا ہے۔ میں تمہیں مُبارکباد دیتا ہوں۔ پرسوں ہماری دوسری ٹولی بھی شہر میں تباہی پھیلا دے گی اور اُن کا مشن بھی کامیاب رہے گا۔ ہمارا مقصد ہی یہی ہے کہ جیسے بھی ہو پاکستان میں بدامنی اور افراتفری پھیلا دی جائے۔ اس ملک کے امن کو تباہ کر دیا جائے۔ یہ ملک اب ترقی کرنے لگا ہے۔ ہم اسے ترقی کرنے نہیں دیں گے۔ ہم اس کے ہر صوبے میں ایسی تخریبی وارداتیں کریں گے اور پاکستان کو ترقی کرنے نہیں دیں گے۔"

ایک نقاب پوش بولا۔

"اور ہم اس میں ضرور کامیاب ہوں گے!"

دوسرے نقاب پوش نے کہا۔

"ہماری دوسری ٹولی میں کتنے نقاب پوش ہیں سردار؟"

سردار بولا۔

"چھ۔ اِس ٹولی میں بھی چھ نقاب پوش ہیں اور اُن کے پاس بھی بہت اسلحہ ہے۔ انہیں کراچی کے ایک پُل کو بارود سے اُڑانا ہے۔ تم لوگ اِسی اڈے پر رہو گے۔ مَیں دوسری ٹولی کے ساتھیوں کے پاس جا رہا ہوں۔ انہیں ضروری ہدایات دینی ہیں اور کراچی کے سب سے بڑے پُل پر لے جاکر وہ جگہ دکھانی ہے جہاں وہ رات کو بم لگائیں گے۔"

ناگ دیوار کے ساتھ اِن پاکستان دشمن تخریب کاروں کی ساری باتیں سُن رہا تھا۔ تخریب کاروں کی پارٹی کا سردار چھ نقاب پوشوں کو اڈے پر ہی رہنے کی ہدایت کر کے غار سے باہر نکلا تو ناگ بھی سانپ کی شکل میں اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ ناگ سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کون سا پُل ہے جسے یہ پاکستان دشمن تخریب کار بم سے اُڑانے والے ہیں تاکہ اِن تخریب کاروں کی سکیم کو ناکام بنایا جائے اور پل کو تباہ ہونے سے بچا لیا جائے۔

سردار باہر آکر سیاہ کار میں بیٹھا اور شہر کی طرف روانہ ہوگیا۔ ناگ چھ کے چھ قاتل نقاب پوشوں کو بھی ٹھکانے لگانا چاہتا تھا لیکن سب سے پہلے اُسے کراچی کے پُل کو بچانا تھا۔ نقاب پوشوں کے بارے میں اُسے یقین تھا کہ وہ اڈے پر ہی رہیں گے جیسا کہ ان کے سردار نے انہیں ہدایت کی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلے ناگ نے سوچا کہ وہ پولیس کو جا کر اطلاع کر دے کہ فلاں اڈے پر وہ قاتل چھپے ہوئے ہیں جنہوں نے تھوڑی دیر پہلے کراچی کی ایک بستی میں گولیاں برسا کر لوگوں کا خون کیا ہے۔ لیکن پھر اسے خیال آیا کہ پولیس کے قبضے میں آنے کے بعد ہو سکتا ہے یہ قاتل نقاب پوش اپنی ضمانتیں کرا لیں اور پولیس ان کو قاتل ثابت نہ کر سکے۔ اس طرح یہ بے گناہ اور معصوم پاکستانیوں کے قاتل بچ جائیں گے۔ چنانچہ وہ خود ہی ان سے ہلاک ہونے والے بے قصور لوگوں کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔

سردار کی کالی کار ٹیلوں میں سے گزر رہی تھی۔ ناگ بھی سیاہ چھوٹے عقاب کی شکل میں اُس کے اوپر آسمان پر اُڑتا چلا جا رہا تھا۔ ناگ نے کالی کار پر نگاہ رکھی ہوئی تھی۔ وہ سردار کی کالی کار کو نظروں سے اوجھل ہونے نہیں دے رہا تھا۔ کار اب کراچی شہر کے رش والے علاقے میں داخل ہو گئی تھی۔

ناگ سیاہ عقاب کی شکل میں کار کے اوپر آ گیا تھا۔ کار شہر کے گنجان علاقے کو پیچھے چھوڑتی ہوئی شمالی علاقے میں ایک ویران جگہ پر آ گئی جہاں آس پاس کوئی آبادی نہ تھی۔ کہیں کہیں مٹی کے ٹیلے دکھائی دے رہے تھے۔

ان ٹیلوں میں ایک پرانی طرز کی چھوٹی سی کوٹھی تھی جس کا

پھاٹک ٹوٹا ہوا تھا اور لان میں خشک گھاس تھی۔ لگتا تھا کہ اس کوٹھی میں کوئی نہیں رہتا۔

سردار نے کار اس ویران کوٹھی کے باہر کھڑی کر دی اور خود کوٹھی کے لان میں سے گزر کر اُس کے ایک کمرے میں گھس گیا۔ یہاں چونکہ دن کی روشنی تھی اور اندھیرا نہیں تھا، اس لیے ناگ سانپ کی شکل میں اندر جانا نہیں چاہتا تھا۔ خطرہ تھا کہ یوں اُس پر حملہ ہو جائے گا لیکن یہ معلوم کرنا بھی ضروری تھا کہ کمرے کے اندر کیا میٹنگ ہو رہی ہے۔

ناگ عقاب کی شکل میں کوٹھی کے برآمدے میں اتر آیا۔ اُس نے زور سے سانس کھینچا اور دوسرے لمحے وہ چھوٹا سا سانپ بن کر رینگتا ہوا کمرے کی دیوار پر چڑھ کر روشن دان میں آ گیا۔ روشن دان بند تھا لیکن اُس میں ایک جگہ چھوٹا سا سوراخ تھا۔ ناگ اس میں سے گزر کر روشندان کے دوسری طرف آ گیا۔ اُس نے روشن دان میں سے چھوٹی سی گردن جھکا کر نیچے دیکھا۔ یہاں بھی کمرے کے شکستہ فرش پر چھ نقاب پوش کلاشن کوف رائفلیں لیے بیٹھے تھے۔ سردار اُن کے درمیان کھوکھے پر بیٹھا اُن کو کہہ رہا تھا۔

"ہمارا پہلا مشن کامیاب رہا ہے۔ ہم نے بہت سے پاکستانیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور شہر میں افراتفری اور خوف و

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہراس پھیلا دیا ہے۔ ہمارا مقصد بھی یہی ہے۔

اب تم میں سے دو آدمیوں کو دوسرے مشن پر جانا ہے۔ تمہیں رات کی تاریکی میں بڑے پُل کے نیچے دو طاقت ور بم لگانے ہیں۔ یہ بم اتنے طاقت ور ہیں کہ پھٹتے ہی وہاں پر تباہی پھیلا دیں گے۔ اِتنا بڑا ریلوے پل ریت کی دیوار کی طرح بیٹھ جائے گا اور سارے علاقے میں آگ لگ جائے گی! رامو اور شامو یہ کام تم دونوں کرو گے۔"

دو نقاب پوش جن میں سے ایک رامو اور ایک شامو تھا آگے ہو کر بیٹھ گئے۔ اُنھوں نے نقاب پہنے ہوئے تھے۔ کالے نقاب اُن کے گلے میں لٹک رہے تھے۔ سردار نے جیب میں سے کراچی شہر کا نقشہ نکال کر اُن کے سامنے کھول دیا۔

"یہ دیکھو! یہ وہ پُل ہے جسے تم نے اڑانا ہے۔"

سردار نے ایک جگہ انگلی رکھ دی۔ ناگ روشن دان میں سے یہ نہ دیکھ سکا کہ کراچی کا پل کون سا ہے۔ اِتنا اُسے پتہ چل گیا تھا کہ یہ کوئی ریلوے پل ہے۔ سردار کہہ رہا تھا۔

"تم دونوں آج رات ایک بجے بم لے کر اس پُل پر جاؤ گے اور پُل کے نیچے خاص جگہوں پر یہ ٹائم بم لگا کر آ جاؤ گے۔ بم کلاک چلاتے ہی آدھ گھنٹہ بعد چل جائے گا۔"

رامو اور شامو دونوں تخریب کار بڑے غور سے کراچی شہر

کے نقشے کو دیکھ رہے تھے۔ رامو بولا۔

"ٹھیک ہے سردار! بھگوان کی مدد سے ہم آج رات یہ پل اُڑا دیں گے۔"

"شاباش!" سردار نے کہا۔ "اب تم آرام کرو۔ میں رات کو نہیں آؤں گا۔ میں صبح کو اخباروں میں یہ خبر پڑھنا چاہتا ہوں کہ کراچی کا سب سے بڑا ریلوے پُل بموں سے اُڑا دیا گیا۔ اِس کے بعد تمہیں اِس جگہ تمہارے معاوضے کی دس دس ہزار روپے کی رقم مل جائے گی۔ میں واپس اڈے پر جا رہا ہوں۔"

ناگ ساری صورتِ حال کو سمجھ گیا تھا اور اُس نے اپنے ذہن میں ایک پروگرام بھی تیار کر لیا تھا۔ اِس پروگرام پر عمل کرتے ہوئے ناگ روشن دان کی دیوار اُتر کر کوٹھی کے لان میں آ گیا۔

اس وقت سردار اپنی کالی کار کو اسٹارٹ کر رہا تھا۔ ناگ کو اب اُس کا تعاقب کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ بھی وہیں اڈے پر جا رہا تھا جہاں ناگ بھی جانے والا تھا۔ ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا ویران کوٹھی کے پیچھے کی طرف گیا۔ یہاں اُس نے عقاب کی شکل بنائی اور فضا میں اوپر اٹھتا ہوا بلندی پر آ گیا اور پھر جس تیزی سے اُڑ سکتا تھا اُڑتا ہوا پہلے والے چھ تخریب کار نقاب پوشوں کے اڈے پر پہنچ گیا۔ ابھی سردار بہت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیچھے تھا۔

ناگ اڈے کی غار میں چھپے ہوئے چھ قاتل تخریب کاروں کو ختم کر دینا چاہتا تھا تاکہ پاکستان کے دشمن قاتلوں کو اُن کے گھناؤنے جرم کی سزا ملے۔ ناگ کو معلوم تھا کہ غار کے اندر اسلحہ اور دستی بموں کا ایک ڈھیر پڑا ہے اور چھ نقاب پوش اسلحہ اور گولہ بارود کے پاس ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر میں سردار بھی وہاں بیٹھنے والا تھا۔ ناگ سردار کو کسی دوسرے طریقے سے اُس کے بھیانک جرائم کی سزا دینا چاہتا تھا۔ ناگ ابھی کسی فیصلے پر نہیں پہنچا تھا کہ سردار کی کالی کار بھی وہاں آگئی۔ ناگ جلدی سے ایک پتھر کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ناگ اِس وقت عقاب کی شکل میں تھا۔

سردار نے کار غار کے قریب کھڑی کی اور خشک ٹہنیوں کو ہٹا کر ٹیلے کی غار میں داخل ہو گیا۔ ناگ نے دل میں سوچا کہ پاکستان دشمن تخریب کاروں کی ٹولی کے ساتھ اُس کے سردار کو بھی ختم کر دینا چاہیے۔

سردار غار کے اندر جا چکا تھا۔ باہر کوئی نہیں تھا ناگ نے سانس کھینچا اور اپنی انسانی شکل میں آگیا۔ انسانی شکل میں آتے ہی اُس نے کار کا دروازہ کھول کر اس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ بہت جلد اُسے اپنے مطلب کی چیز مل

گئی۔ یہ ایک ٹین کا ڈبہ اور ربڑ کی نالی تھی جو کار کی ڈگی میں رکھی ہوئی تھی تاکہ ضرورت کے وقت کسی دوسری گاڑی سے پٹرول نکال کر ٹین کے ڈبے میں ڈالا جا سکے۔

ناگ نے پٹرول کی ٹینکی کھولی۔ اِس میں ربڑ کی نالی ڈال کر نالی کے دوسرے سرے کو مُنہ میں ڈال کر سانس اوپر کھینچا اور پھر نالی کا سرا ٹین کے ڈبے میں ڈال دیا۔ پٹرول ٹینکی سے نکل کر ڈبے میں بھرنا شروع ہو گیا۔ جب ڈبہ بھر گیا تو ناگ نے نالی کھینچ لی۔

ناگ پٹرول سے بھرا ہوا ڈبہ لے کر دبے پاؤں چلتا غار میں داخل ہو گیا۔ غار کو وہ پہلے ہی سے دیکھ چکا تھا۔ وہ غار کے بائیں طرف کو گھوم گیا۔ یہاں اُسے اندر سے باتیں کرنے کی آواز سُنائی دی۔

سردار چھ نقاب پوشوں کو بتا رہا تھا کہ آج رات ریلوے پُل کو اُڑا دیا جائے گا۔ وہ اِن تخریب کاروں کو اگلی تخریبی کارروائی کے مشن کے بارے میں ہدایات دیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"پولیس شہر میں گشت لگا رہی ہے۔ تمہیں دو روز اِسی جگہ چھپے رہنا ہوگا۔ دو دن بعد تم کراچی کے صدر بازار میں اندھا دُھند گولیاں برساؤ گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ دبے پاؤں چلتا غار والے کمرے کے باہر ایک طرف رُک گیا۔ پیٹرول کا ڈبہ اُس کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے ڈبے میں سے پیٹرول نکال کر کمرے کے باہر انڈیل دیا۔ سارے کا سارا پیٹرول وہاں بہ گیا۔ ناگ جانتا تھا کہ پیٹرول کی بُو اِن لوگوں کو ہوشیار کر دے گی۔ ناگ انہیں وہاں سے بھاگنے کی مہلت نہیں دے سکتا تھا۔ وہ تیزی سے پیچھے ہٹا۔ ماچس اُس کے پاس نہیں تھی مگر یہ اُس نے سوچ رکھا تھا کہ اُسے پیٹرول کو آگ کیسے لگانی ہے۔

ناگ نے زور سے سانس کھینچا اور آتشی سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ اِتنی دیر میں اندر سے سردار کی گھبرائی ہوئی آواز آئی۔

"یہ پیٹرول کی بُو کہاں سے آ رہی ہے؟"

اندر کچھ افراتفری سی مچی مگر ناگ بالکل تیار تھا۔ آتشی سانپ کی شکل اختیار کرتے ہی ناگ پیچھے ہٹ گیا اور اُس نے اپنے پھن کو اُٹھا کر پھنکار ماری۔ اُس کے مُنہ سے پھنکار کے ساتھ ہی آگ کا شعلہ نکل کر پیٹرول پر گرا اور پیٹرول کو ایک ہلکے سے دھماکے کے ساتھ آگ لگ گئی اور سارے کمرے میں پھیل گئی۔ ناگ تیزی سے رینگتا ہوا غار سے باہر نکل آیا۔ ابھی وہ غار سے باہر نکلا ہی تھا کہ پیٹرول کی آگ نے کمرے کے

اُسلحے اور گولہ بارُود کو آگ لگا دی۔

ایک بھیانک دھماکہ ہوا اور سارا گولہ بارُود پھٹ گیا اور مٹی کا ٹیلہ اِس کے ساتھ ہی زمین کے اندر دھنس گیا۔ چھ نقاب پوش تخریب کاروں اور اُن کے سردار کے پرخچے اُڑ گئے۔ جہاں ٹیلہ تھا وہاں اب ایک گہرا گڑھا بن گیا تھا جس سے آگ اور دُھواں اُٹھ رہا تھا۔

ناگ اِنسانی شکل میں واپس آ کر دُور کھڑا یہ منظر بڑی دلچسی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بڑا خوش تھا کہ اُس نے پاکستان کے دشمنوں سے اُن کی بھیانک تخریب کاری کا اِنتقام لے لیا تھا۔

ناگ سانپ کی شکل میں دیر تک وہیں بیٹھا رہا۔ جب اُسے تسلی ہو گئی کہ سارے کے سارے پاکستان دشمن تخریب کار اپنے سردار سمیت موت کے جہنّم میں جا چکے ہیں تو وہ رینگتا ہوا اِس پُراسرار علاقے سے دُور چلا گیا۔ پھر اُس نے سانپ سے عقاب کی شکل بدلی اور اُڑان بھر کر فضا میں بلند ہو گیا۔ ناگ فضا میں اُڑتا ہوا پاکستان دشمن تخریب کاروں کی دوسری ٹولی کے ٹھکانے پر جا رہا تھا تاکہ کراچی کے ریلوے پُل کو تباہی سے بچایا جا سکے۔

اُس وقت دن ڈھلنے لگا تھا۔ کراچی شہر میں کہیں کہیں بجلی کی بتیاں روشن ہو گئی تھیں۔ اُڑتا اُڑتا ناگ شہر کے شمالی علاقے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی جانب اِس بے آباد شکستہ کوٹھی کے پاس آ گیا جس میں تخریب کاروں کی دوسری ٹولی کے چھ نقاب پوش چھُپے ہوئے تھے۔

ناگ کوٹھی کے باہر ہی ایک درخت پر بیٹھ گیا۔ یہ چھ کے چھ تخریب کار بیٹھے آپس میں گپیں مار رہے تھے۔ اِن میں رامو اور شامو نہیں تھے۔ وہ کراچی میں اپنے چیف تخریب کار جاسوس کے پاس گئے ہوئے تھے جو حیدر آباد کے قلعے کے پیچھے ایک مندر میں پجاری کے رُوپ میں رہ رہا تھا۔ ناگ کو معلوم نہیں تھا کہ رامو اور شامو کوٹھی میں نہیں ہیں۔

وہ عقاب کے رُوپ میں درخت پر بیٹھا اپنی طرف سے اِن تخریب کاروں کو بھی ٹھکانے لگانے کی اسکیم تیار کر رہا تھا۔ اُسے خیال آیا کہ ان لوگوں کو کوٹھی کے اندر ہی ہلاک کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ یہ تخریب کار سارے کے سارے اندر موجود ہیں۔

یہ سوچ کر ناگ درخت کی ٹہنی سے اُتر آیا۔ اُسے وہ کمرہ معلوم تھا جہاں تخریب کار چھُپے ہوئے تھے۔ اب شام کا ہلکا ہلکا اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ ناگ نے چھوٹے سے کالے سانپ کی شکل اختیار کی اور کوٹھی کے برآمدے میں سے رینگتا ہوا کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رُک گیا۔ اُس نے دروازے کے سوراخ میں سے اپنی گردن ڈال کر اندر دیکھا۔ کمرے میں

مدھم روشنی والا بلب جل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر ناگ دھک سے رہ گیا کہ کمرے میں چھ کی بجائے چار تخریب کار تھے۔ رامو اور شامو وہاں پر نہیں تھے۔ ناگ نے جلدی سے گردن سوراخ سے باہر نکالی اور تیزی سے ایک طرف اندھیرے میں ہو گیا۔ رامو اور شامو کہاں ہیں؟ کہیں وہ ریلوے پل پر بم لگانے تو نہیں چلے گئے؟ ناگ پریشان ہو گیا۔ اگر ایسا ہے تو ریلوے پُل کو اُڑا دیا جائے گا اور ناگ کچھ نہ کر سکے گا۔

ناگ نے دوبارہ گردن اندر ڈال دی۔ وہ اُن کی باتیں سُننا چاہتا تھا کہ شاید وہ رامو اور شامو تخریب کاروں کی کوئی بات کریں۔ ایک تخریب کار کہہ رہا تھا۔

"وہ حیدر آباد سے اِدھر آئیں گے یا وہیں سے پُل پر بم لگانے چل دیں گے؟"

ناگ سمجھ گیا کہ یہ لوگ رامو اور شامو کی بات کر رہے ہیں۔ دوسرے تخریب کار نے کہا۔

"وہ بارہ بجے رات حیدر آباد سے واپس آ جائیں گے اور وہیں سے ریلوے پُل پر بم لگانے چلے جائیں گے۔"

ناگ کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ اب کیا ہو گا! اُسے تو معلوم ہی نہ تھا کہ کون سا ریلوے پُل ہے۔ ناگ نے فوراً فیصلہ کر لیا کہ کراچی میں جتنے ریلوے پُل ہیں، وہ اِن سب کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاکر جائزہ لے گا۔ مگر اِس میں خطرہ تھا کہ وہ ایک پُل کا جائزہ لے رہا ہو اور دوسرے پُل پر لگا ہوا بم پھٹ جائے اور پُل تباہ ہو جائے۔

سنگ چور سانپ

لیکن بہت جلد ناگ کا معمّہ حل ہو گیا۔ ایک تخریب کار کہنے لگا۔

"رامو اور شامو نے بم کہاں چھپائے ہوئے ہیں؟"

دوسرا تخریب کار کہنے لگا۔

"ریلوے پُل کے پیچھے ایک گندا نالہ بہتا ہے وہیں پر اُنھوں نے بم چھپائے ہوئے ہیں۔ رات کو حیدر آباد سے آتے ہی وہ سیدھے وہاں جائیں گے اور بم لگا دیں گے بس بم لگانے کے پندرہ منٹ بعد ایک دھماکا ہوگا اور پُل کے پرخچے اُڑ جائیں گے۔"

اور تخریب کار قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔ ناگ کو ریلوے پُل کا سُراغ مل گیا تھا۔ وہ اِس ریلوے پل سے واقف تھا جس کے ایک طرف گندا نالہ بہتا تھا۔

رات گزرتی جا رہی تھی۔ ناگ کو یہاں سے یہ راز بھی معلوم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا تھا کہ اِن پاکستان دشمن تخریب کاروں کا ایک چیف جیو آباد کے کسی مندر میں پُجاری بن کر رہ رہا ہے۔ ناگ نے اُسے بھی ختم کرتا تھا مگر یہ بعد کی بات تھی۔ اِس وقت ضرورت کراچی کے ریلوے پُل کو بچانے کی تھی۔ یہ ریلوے کا سب سے بڑا پُل تھا اور اِس پر ٹریفک رات کے وقت بھی جاری رہتی تھی۔ اگر پل بم سے اُڑ گیا تو کروڑوں کے نقصان کے علاوہ نہ جانے کتنی قیمتی جانیں ضائع ہو جائیں گی۔

ناگ تیزی سے کوٹھی سے باہر آگیا۔ صحن میں آتے ہی اُس نے عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں پرواز کرنے لگا۔ کراچی شہر کی اُونچی عمارتوں میں روشنیاں جگمگانے لگی تھیں۔ وہ تیزی سے ریلوے پُل کے اوپر پہنچ گیا۔ اُس وقت پل پر سے گاڑیاں، ٹرک، ویگنیں، اسکوٹر رکشا اور بسیں گزر رہی تھیں۔

ناگ غوطہ لگا کر پُل کے نیچے آگیا جہاں ریلوے لائن تھی دوسری طرف گندا نالہ بہہ رہا تھا۔ وہاں اندھیرا تھا اور ناگ یہاں چھپے ہوئے بم تلاش نہیں کر سکتا تھا۔ اُس نے یہی سوچا کہ وہ دونوں تخریب کاروں کا اِنتظار کرے گا۔ ناگ عقاب ہی کی شکل میں گندے نالے کے ایک طرف اُگے ہوئے درخت کی ٹہنی پر بیٹھ گیا۔ رات گزرتی چلی گئی۔

پُل پر رش کم ہوتا چلا گیا۔ رات گہری ہو گئی تھی۔ پھر پُل کے آس پاس خاموشی چھا گئی۔ ایک ٹرین بڑی تیزی سے شور مچاتی پل کے نیچے سے گزر گئی۔ اِس کے بعد پھر وہی خاموشی چھا گئی۔ ناگ کو اندھیرے میں بالکل صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اُس کی عقابی آنکھیں گھور گھور کر گندے نالے کے کناروں کو تک رہی تھیں۔ اُس کا یہی خیال تھا کہ دونوں تخریب کار رامو اور شامو گندے نالے میں چھپائے گئے بموں کو لینے آئیں گے۔

جب رات کافی گزر گئی اور سارے علاقے میں سناٹا چھا گیا اور دونوں تخریب کاروں میں سے کوئی نہ آیا تو ناگ کو تشویش ہوئی کہ کہیں اِن لوگوں نے پُل کے نیچے بم لگا تو نہیں دیئے!

ناگ اِس خیال سے گھبرا کر درخت سے اُڑا اور پُل کے نیچے آگیا۔ اِسے کیسے پتہ چل سکتا تھا کہ بم کس جگہ لگے ہوئے ہیں۔ ناگ کوشش کے باوجود بموں کا سُراغ نہ لگا سکا تھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں کبھی پُل کے اُوپر جاتا اور کبھی وہاں سے غوطہ لگا کر پھڑپھڑاتا ہوا نیچے آجاتا۔

اچانک اُسے ایک طرف ریلوے لائن پر دو انسانی سائے نظر آئے۔ ناگ تیزی سے اُن کے اُوپر آگیا۔ وہاں اندھیرا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ دو آدمی تھے جنہوں نے اپنے سر چادروں میں چھپا رکھے تھے۔ ناگ کو اِن کی شکلیں دکھائی نہیں دے رہی تھیں مگر دونوں آدمیوں کی حرکات مشکوک تھیں۔ ناگ اُن کے اوپر اندھیری رات کی فضا میں چکر لگانے لگا۔

دونوں مشکوک آدمی چادروں سے سر مُنہ لپیٹے ریلوے لائن پر سے گزرتے ہوئے پُل کے نیچے آ گئے۔ ناگ ایک طرف ریلوے سگنل پر بیٹھ کر انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ دونوں آدمی پل کے نیچے اندھیرے میں بیٹھ گئے۔ پھر ایک آدمی بیٹھے بیٹھے دوڑ کر پُل کے دوسرے محراب کے نیچے چلا گیا۔ ناگ اِن دونوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ دونوں نے اپنی اپنی چادروں کے اندر سے کوئی شے نکالی اور پُل کے محرابی ستونوں کے شگافوں میں لگانے لگے۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہ تخریب کار ہیں اور پُل میں بم لگا رہے ہیں جن کی ناگ کو تلاش تھی وہ آ گئے تھے۔ اِن لوگوں نے بم گندے نالے کی بجائے کسی دوسری جگہ چھپا دیئے تھے۔

بم لگانے کے بعد دونوں ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ ریلوے اسٹیشن صدر کی طرف چل پڑے۔ ناگ کو سب سے پہلے بموں کو ناکارہ کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ لپک کر پُل کے محرابی ستونوں کے نیچے آیا، سانس کھینچ کر انسانی شکل اختیار کی اور جھک کر دیکھا ستون کے پتھروں کے شگاف میں بارود کی پھلجڑیوں والا ایک بہت

ہی طاقتور بم لگا ہوا تھا اور اس کا کلاک ٹک ٹک کر کے چل رہا تھا۔ ناگ نے جلدی سے بم کے کلاک کو اس سے علیحدہ کر دیا اور تار کاٹ دی۔ اِس طرح اُس نے دوسرے بم کو بھی ناکارہ کر کے انہیں گندے نالے میں پھینک دیا۔ اب اُس نے ریلوے لائن کی طرف دیکھا۔ دونوں تخریب کار رامو اور شامو تیزی سے ریلوے لائن کی پٹڑی پر سے نیچے اتر کر جھاڑیوں کے پیچھے غائب ہو گئے۔

ناگ انہیں کیسے چھوڑ سکتا تھا۔ اُس نے فوراً عقاب کی شکل بدلی اور فضا میں اُڑتا ہوا جھاڑیوں کے اُوپر آ گیا۔ عقاب بن کر وہ اندھیرے میں آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ دونوں تخریب کار تیز تیز قدم اُٹھاتے ایک دوسرے کے آگے پیچھے ملیر کینٹ کی طرف ویران میدان میں چلے جا رہے تھے۔

وہ ناگ کی زد میں تھے، اُس کے نشانے پر تھے۔ اُس کے ٹارگٹ تھے۔ ناگ نے فضا میں غوطہ لگایا اور اُن سے کافی آگے میدان میں نیچے اُتر آیا۔ نیچے اُترتے ہی ناگ نے سب سے زہریلے کالے سانپ کی شکل بدل لی اور مٹی کی ڈھیری کے پاس چھپ کر بیٹھ گیا۔ رامو تخریب کار آگے آگے جا رہا تھا۔ جب وہ ناگ کے قریب سے گزرنے لگا تو ناگ نے بجلی کی سی تیزی سے اُس کی پنڈلی پر منہ مارا اور اُسے ڈس لیا۔ یہ زہر ایسا تھا کہ ڈسنے کے بعد سب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے پہلے آدمی کا گلا بند ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے اعصاب بے جان ہو جاتے اور خون جم جاتا ہے۔

رامو تخریب کار کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ ڈستے ہی اُس کا گلا بند ہو گیا، اعصاب بے جان ہو گئے اور وہ پیچھے گر پڑا۔ دوسرے ہی لمحے اُس کا خون جم گیا اور وہ اِسی وقت مر گیا۔

شامو اُس کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ اُس نے رامو کو گرتے دیکھا تو بھاگ کر اُس کے پاس آیا۔ ناگ بھی سانپ کی شکل میں اُس کے پیچھے آ گیا تھا۔ جونہی شامو جھکا ناگ نے اُسے بھی ٹانگ پر ڈس لیا۔ اس بدکردار تخریب کار کا رامو ایسا انجام ہوا۔ وہ بھی اس کے اُوپر گرا اور مر گیا۔

ناگ تیزی سے عقاب کی شکل میں آیا اور کراچی شہر کی رات کی فضاؤں میں پرواز کرتا واپس تخریب کاروں کی کوٹھی میں آ گیا۔ اب اُسے سب سے پہلے اِن لوگوں سے یہ معلوم کرنا تھا کہ جو تخریب کار حیدرآباد میں ہے اور اِن کا چیف ہے وہ کون سے مندر میں رہتا ہے تاکہ اُس کا خاتمہ بھی کیا جا سکے۔

ناگ کالے سانپ کی شکل میں کوٹھی کے کمرے میں۔ وہ بند دروازے کے سوراخ سے اندر گیا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ چاروں تخریب کار پریشان تھے۔ ایک کہہ رہا تھا۔

"کیا بات ہے! ابھی تک دھماکے کی آواز نہیں آئی!"

دوسرا بولا۔

"اب تک ریلوے پُل کا دھماکہ ہو جانا چاہیے تھا"

تیسرے نے کہا۔

"کہیں رامو اور شامو گرفتار تو نہیں ہو گئے!"

چوتھا بولا۔

"میں جا کر پتہ کرتا ہوں۔ تم لوگ اِسی جگہ بیٹھنا!"

یہ کہہ کر چوتھے تخریب کار نے پستول اپنی کمر سے باندھا، سر پر چادر لپیٹی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ ناگ بھی سانپ کی شکل میں اُس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ کوٹھی سے نکل کر تخریب کار کچی سڑک پر آ گیا جو شہر کے ریلوے پُل کی طرف جاتی تھی۔ یہاں ایک چھپر کے نیچے پرانی جیپ کھڑی تھی۔ تخریب کار نے جیپ اسٹارٹ کی اور شہر کی طرف چل پڑا۔ ناگ نے ایک بار پھر عقاب کی شکل بدلی اور اس کے اُوپر پرواز کرنے لگا۔ جب جیپ تخریب کاروں کی کوٹھی سے کافی آگے ایک ویران جگہ پر آ گئی تو ناگ غوطہ لگا کر نیچے آیا اور جیپ کے پیچھے بیٹھ گیا۔ تخریب کار کو اس کا پتہ نہ چل سکا۔ ناگ عقاب کی شکل میں تھا۔ یہاں ناگ نے سوچی سمجھی سکیم کے مطابق سیاہ سانپ کی شکل بدلی اور رینگتا ہوا تخریب کار کی گردن پر اُچھل کر گرا اور اُس کی گردن کے گرد کُنڈلی پھنسا دی۔ تخریب کار نے سانپ کو اپنی گردن میں دیکھا تو اُس کی جان ہوا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوگئی اور جیپ کو ایک دم بریک لگاتی ہوئی جیپ اُلٹتے اُلٹتے بچی۔ سانپ اُس کے منہ کے سامنے پھن اُٹھائے پھنکار رہا تھا اور تخریب کار کا جسم دہشت کے مارے کانپ رہا تھا۔ اُسے پسینے آ رہے تھے۔ ناگ نے وہیں سے انسانی شکل بدلی اور تخریب کار کی کمر سے پستول نکال کر کہا۔

"دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھا کر نیچے اُتر آؤ!"

تخریب کار تو دہشت کے مارے کانپ رہا تھا۔ اُس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ایک سانپ کو انسانی شکل اختیار کرتے دیکھا تھا۔ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ جیپ سے نیچے اُتر آیا۔ ناگ نے پستول اُس کی کھوپڑی سے لگایا اور کہا۔

"مجھے سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ تمہاری جان صرف اسی صورت میں بچ سکتی ہے کہ مجھے بتا دو کہ تمہارا چیف پجاری کے بھیس میں حیدرآباد کے کس مندر میں رہتا ہے اور اُس کا نام کیا ہے؟"

تخریب کار ناگ کو بہت بڑا جادوگر سمجھ رہا تھا جو سانپ بھی بن سکتا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اگر اُس نے اس شخص کے سوال کا جواب نہ دیا تو وہ اُسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔ ناگ نے پستول کی نالی تخریب کار کی کھوپڑی پر دباتے ہوئے کہا۔

"تم نے اگر جھوٹ بولا تو تم میری طاقت سے خوب واقف ہو گئے ہو۔ تم جہاں بھی ہو گے میں سانپ بن کر وہاں پہنچ جاؤں گا اور تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اب بتاؤ حیدرآباد والے چیف کا نام کیا ہے اور وہ کس مندر میں ہے؟"

تخریب کار کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ اُس نے کہا۔

"چیف کا نام پرکاشو ہے۔ وہ ہندو ہے۔ اُس کے ماتھے پر زخم کا لمبا نشان ہے۔ وہ حیدرآباد شہر کے سب سے پرانے مندر کے پیچھے ایک جھونپڑی کے باہر سمادھی لگائے بیٹھا ہوتا ہے۔"

ناگ بولا:

"تم سچ کہہ رہے ہو؟"

تخریب کار نے کہا۔

"میں تمہارے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اب مجھے جانے دو بھگوان کے لیے!"

ناگ مسکرایا۔

"لیکن تم جن معصوم اور بے گناہ لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگ چکے ہو اُس کا حساب کون دے گا!"

اور ناگ نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکا ہوا اور پستول میں سے گولی نکل کر تخریب کار کی کھوپڑی کو چیرتی ہوئی دوسری طرف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نکل گئی۔ تخریب کار کٹے ہوئے درخت کی طرح نیچے گر پڑا۔ اُس کی لاش کو وہیں چھوڑ کر ناگ جیپ میں سوار ہوا اور واپس دوسرے تخریب کاروں کی خبر لینے ویران کوٹھی کی طرف چل دیا۔

باقی کے تخریب کار ابھی تک اسی کوٹھی کے کمرے میں بیٹھے تھے اور پریشان تھے کہ ابھی تک ریلوے پُل کے دھماکے کی آواز کیوں نہیں آئی۔ اتنے میں باہر جیپ کے رُکنے کی آواز آئی تو اِن میں سے ایک تخریب کار بولا۔

"گومل آ گیا ہے!"

تینوں جلدی سے اُٹھے اور دروازہ کھول کر باہر نکل آئے۔ رات خاموش اور تاریک تھی۔ ویران کوٹھی کے باہر جیپ خالی پڑی تھی۔ اس میں اُن کا ساتھی نہیں تھا۔ تینوں تخریب کار حیران ہو کر ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگے۔

"گومل کہاں چلا گیا ہے؟ جیپ اِس کے سوا کوئی یہاں تک نہیں لا سکتا۔"

دوسرے تخریب کار نے کہا۔

"مجھے دال میں کچھ کالا لگتا ہے۔ ہمیں یہاں سے فرار ہو جانا چاہیے۔"

تیسرے تخریب کار نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو! ہم گومل کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ وہ ضرور

کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ چلو اسے تلاش کرتے ہیں!"

تینوں تخریب کار جیپ کے پاس آ گئے۔ اُنھوں نے جیپ کو اچھی طرح سے دیکھا۔ پھر وہ کچی سڑک پر آ گئے اور جُھک کر زمین پر قدموں کے نشان دیکھنے لگے۔ ناگ پہلے ہی سے ان کا انتظار کر رہا تھا۔ اِس دفعہ ناگ نے ان تینوں کے لیے تین الگ الگ سانپوں کا اِنتظام کر رکھا تھا۔ وہ ناگ دیوتا تھا، جہاں چاہے کسی بھی سانپ کو بُلا سکتا تھا۔ جتنی دیر وہ باہر رہا اُس نے اِس علاقے کے تین سنگ چور سانپوں کو آواز دے کر بُلا لیا تھا۔ یہ بڑے خطرناک قسم کے سنگ چور سانپ تھے۔

جونہی تینوں قاتل تخریب کار وہاں آئے ناگ نے جو خود ایک سیاہ پھن دار کوبرا کی شکل میں ایک طرف موجود تھا اپنے مُنہ سے خاص قسم کی سیٹی کی آواز نکالی جسے سُن کر تینوں سنگچور سانپ مٹی کے تودوں سے نکلے اور انھوں نے تینوں تخریب کاروں کو گھیر لیا۔

تخریب کاروں میں سے ایک نے اندھیرے میں سانپ کو دیکھا تو گھبرا کر فائر کر دیا مگر گولی سانپ کو لگنے کی بجائے زمین میں دھنس گئی۔

ناگ نے پھنکار ماری۔ پھنکار سُن کر تینوں تخریب کار کوٹھی کی طرف بھاگے مگر کوٹھی کے پھاٹک پر تینوں سنگ چور سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پہلے سے موجود تھے۔ انھوں نے اُچھل کر تخریب کاروں کی گردنوں پر ڈس دیا۔ اُن کے جسم سانپوں کے زہر سے پگھلنے لگے۔ وہ گرے اور دیکھتے ہی دیکھتے اُن کے جسموں سے سبز رنگ کا خون جاری ہوگیا۔ ان کے جسم پھٹ گئے اور وہ پگھلتے پگھلتے پانی بن کر بہ گئے۔

ناگ نے سنگ چور سانپوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔ تم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور قاتلوں کو جہنم رسید کر دیا ہے۔"

تینوں سنگ چور سانپوں نے ناگ دیوتا کو جھک کر سلام کیا اور اندھیرے میں گم ہو گئے۔

ناگ نے اِن تخریب کاروں کو ٹھکانے لگا دیا تھا جنھوں نے کراچی کی ایک بستی میں بے قصور پاکستانیوں پر بے رحمی سے گولیاں برسا کر ہلاک کر ڈالا تھا۔

اِس کام سے فارغ ہو کر ناگ اپنے ہوٹل واپس آگیا۔

اب اُس کی منزل حیدر آباد تھی جہاں اِن پاکستان دشمن تخریب کاروں کا چیف ہندو پرکاش پجاری کے بھیس میں رہتا تھا۔ ناگ نے اِس مندر کا پتہ رامو سے معلوم کر لیا تھا۔ رات ناگ نے ہوٹل میں گزاری۔ دوسرے دن وہ ٹرین میں سوار ہو کر حیدر آباد کی طرف چل دیا۔

حیدر آباد میں وہ پہلے ایک بار آچکا تھا اور اس شہر کی آب و ہوا، پھل اور وہاں کے لوگ ناگ کو بہت پسند تھے مگر کچھ عرصہ سے دشمن ملک کے بھیجے ہوئے تخریب کار جاسوسوں نے یہاں کے امن پسند شہریوں کا سکون برباد کر دیا تھا۔ یہ تخریب کار جگہ جگہ بموں کے دھماکے کرتے اور بے گناہ شہریوں کو گولیوں کا نشانہ بناتے پھرتے تھے۔

پولیس بھی غافل نہیں تھی۔ انہیں گرفتار بھی کر لیتی تھی مگر دشمن ملک نئے نئے تخریب کار بھیج دیتا تھا۔ اِن سب کا چیف جاسوس حیدر آباد شہر کے ایک مندر میں پجاری بن کر رہ رہا تھا۔

حیدر آباد میں ہندو لوگ کافی تعداد میں رہتے تھے۔ یہ سارے کے سارے ہندو لوگ تخریب کار نہیں تھے۔ ان میں سے زیادہ تعداد پاکستان سے محبت کرتی تھی۔ وہ محبِّ وطن تھے اور پاکستان کے خیر خواہ تھے۔ پاکستان کو اپنا وطن سمجھتے تھے۔ مگر ان میں چند ایک ایسی کالی بھیڑیں ضرور تھیں جو دشمن ملک کے ورغلانے اور روپے کے لالچ میں آکر تخریب کاروں سے مِل گئے تھے۔

ناگ اِن لوگوں کا سُراغ لگانے اور ان کی تخریب کار سرگرمیوں سے شہر کے امن پسند لوگوں کو بچانے کے لیے حیدر آباد جا رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔

حیدرآباد کراچی شہر سے زیادہ دور نہ تھا۔ ناگ نے انگریزی لباس یعنی پتلون اور بوسکی کی قمیض پہن رکھی تھی۔ وہ ریلوے اسٹیشن سے نکل کر سیدھا ایک ہوٹل میں آگیا۔ یہ شہر کا سب سے خوبصورت اور مہنگا ہوٹل تھا۔ ناگ کے پاس کافی روپے تھے۔ اُس نے ہوٹل میں ایک کمرہ کرائے پر لے لیا اور مُنہ ہاتھ دھونے کے بعد ہوٹل سے پرکاشو تخریب کار کے مندر کی طرف چلا۔

وہ ابھی اپنے آپ کو ہندو تخریب کار پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ صرف اُسے ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا۔ ناگ پرانے مندر کے قریب آکر رُک گیا۔ یہاں ایک پرانی سرائے تھی جہاں باہر سے آئے ہوئے ہندو یاتری ٹھہرتے تھے۔ ناگ نے ایک ہندو سے پوچھا۔

"اِس مندر میں کوئی پرکاشو نام کا پجاری بھی رہتا ہے بھائی؟"

اُس ہندو نے ناگ کی طرف دیکھا اور بولا۔

"تم اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو؟ کیا تم باہر سے آئے ہو جو پرکاشو کو نہیں جانتے؟"

ناگ بولا۔

"ہاں بھائی! مَیں دوسرے شہر سے آیا ہوں اور پرکاشو پجاری

کے درشن کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اُس کی بڑی تعریف سُنی ہے۔"

ہندو نے کہا۔

"اِس وقت پرکاشو پجاری مندر میں نہیں ہے۔ وہ شہر پوجا پاٹ کے لیے سیندور اور پھول لینے گیا ہے۔ شام کو وہ آجائے گا۔ تب تم مندر میں اُس سے ملاقات کر لینا۔"

ناگ وہاں سے واپس ہوٹل آگیا۔ اِتنا اُسے پتہ چل گیا تھا کہ پرکاشو نام کا پجاری اِس مندر میں رہتا ہے۔ شام تک ناگ اپنے ہوٹل والے کمرے میں ہی رہا۔ ناگ نے اِس دشمن ہندو اور پاکستان کے دشمن تخریب کار چیف پرکاشو کے بارے میں کافی غور کیا۔ وہ سوچ بچار کے بعد اِس نتیجے پر پہنچا کہ اِس ہندو تخریب کار چیف پرکاشو کو ہلاک کر دینے یا اُسے گرفتار کروا دینے سے فتنہ ختم نہیں ہو سکتا۔ ضرورت اِس بات کی تھی کہ کسی طریقے سے اِس تخریب کار چیف سے اِس کے قریب رہ کر یہ معلوم کیا جائے کہ اُس کے باقی تخریب کار ساتھی کہاں کہاں ہیں اور اُن کی تخریب کاری کا جال کہاں کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ اِن کو اسلحہ کہاں سے آتا ہے۔

اِن معلومات کے حاصل ہو جانے کے بعد ہی ناگ یا فوج کو خبر کر کے اِن لوگوں کو ہمیشہ کے لیے ختم کرا سکتا تھا۔

ناگ سوچنے لگا کہ پر تخریب کار کے قریب رہنے کا کیا طریقہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس پارٹی کا آدمی ظاہر نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ ان لوگوں کا کوڈ لفظ کیا ہے۔ ایسے ہر تخریب کار گروہ کا ایک خفیہ کوڈ لفظ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو پہچانتے اور ایک دوسرے پر اعتبار کرتے ہیں۔

آخر ناگ نے ایک ترکیب سوچ لی۔ اُس نے سپیرے کا روپ بدلا۔ بازار سے ایک بین لی اور ایک گیروی دھوتی خرید کر جسم سے گرد لپیٹی۔ سر پر بھی گیروے رنگ کا رومال باندھا۔ ایک پٹاری خریدی اور شہر سے باہر ایک ویران علاقے میں آگیا۔ اب اُسے دو چار سانپوں کی ضرورت تھی۔ اُس نے ناگ دیوتا کی خاص آواز نکالی تو اس آواز کو سُن کر اِس علاقے میں زمین کے اندر سے چھ سات سانپ نکل کر ناگ دیوتا کے حضور پیش ہو گئے۔ انھوں نے جھک کر ادب سے سلام کیا اور کنڈلی مار کر بیٹھ گئے۔ ناگ نے کہا۔

"مجھے تم سب کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف چار سانپ ٹھہر جائیں باقی چلے جائیں!"

چار سانپ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور باقی سانپ سلام کر کے چلے گئے۔ تب ناگ نے اِن چاروں سانپوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں ایک خاص مقصد کے لیے سپیرا بنا ہوں۔ تم میرے ساتھ پٹاری میں رہو گے اور جو میں کہوں گا وہی کرو گے۔ چلو اب اِس پٹاری میں آکر بند ہو جاؤ!"

چاروں سانپ بولے۔

"عظیم ناگ دیوتا جیسا حکم کرے گا ہم ویسے ہی کریں گے!"

سانپ پٹاری میں آ گئے۔ ناگ نے پٹاری کو بند کر کے بغل میں لٹکایا اور پُرانے مندر کی طرف چل پڑا۔ اس وقت سہ پہر کا وقت تھا۔ دھوپ آہستہ آہستہ ڈھلنے لگی تھی۔ ناگ نے پُرانے مندر کے پیچھے ایک درخت کے نیچے آ کر ڈیرا جما لیا اُسے پجاری پرکاشو کا انتظار تھا۔ ابھی تک ناگ نے پرکاشو کی شکل نہیں دیکھی تھی مگر وہاں پرکاشو پجاری سے ملنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ ویسے بھی رامو تخریب کار نے مرنے سے پہلے ناگ کو بتا دیا تھا کہ چیف تخریب کار پرکاشو کے ماتھے پر زخم کا نشان بھی ہے۔

جب شام ہو گئی اور مندر میں گھنٹیاں بجنے لگی تو ناگ نے دیکھا کہ ایک پجاری مندر کی طرف چلا آ رہا ہے۔ اُس کے پیچھے دو نوکر تھے جنھوں نے پھولوں کے ٹوکرے اُٹھا رکھے تھے۔ ناگ نے اندازہ لگا لیا کہ یہی تخریب کار پجاری پرکاشو ہے۔ مگر ناگ نے مندر کی طرف جانے کے بجائے وہیں درخت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے نیچے بیٹھا رہا۔ مندر میں پُوجا شروع ہو گئی تھی۔

رات کے گیارہ بجے تک پُوجا ہوتی رہی۔ ہندو لوگ دیوی دیوتاؤں کی مورتیوں پر پھول اور پیسے چڑھاتے رہے۔ جب پوجا ختم ہو گئی، لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور مندر پر خاموشی چھا گئی تو ناگ نے پٹاری میں سے ایک سانپ کو نکالا اور اُسے حکم دیا۔

"مندر میں جاؤ اور پرکاشو پجاری کی گردن کو جکڑ لو!"

اُس وقت مندر میں صرف پرکاشو پجاری ہی تھا سب نوکر جا چکے تھے۔ سانپ پٹاری سے نکل کر مندر کی طرف چل دیا۔ اُسے پرکاشو پجاری کی خاص بُو آ رہی تھی۔ ناگ مندر کی طرف دیکھنے لگا۔ ہر طرف خاموشی تھی۔

اچانک مندر کی طرف سے ایک عجیب دہشت بھری چیخ بلند ہوئی۔ ناگ سمجھ گیا کہ سانپ نے اپنا کام دکھا دیا ہے۔ وہ پٹاری بغل میں لٹکا کر اُٹھا اور بھاگ کر مندر میں آ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ سانپ پجاری کی گردن میں لٹکا ہوا ہے۔ اُس نے اپنا پھن پجاری پرکاشو کے مُنہ کے سامنے کر رکھا ہے اور اپنی زبان نکال کر پھنکار رہا ہے۔ پجاری پرکاشو کا خوف کے مارے بُرا حال ہو رہا ہے اور وہ پسینے میں نہا رہا ہے۔

ناگ نے جاتے ہی سانپ کو حکم دیا۔

"یہ تم نے کیا کر دیا۔ جلدی سے واپس آؤ میرے ساتھ!"

سانپ پجاری کی گردن سے اُترا اور ناگ کی پٹاری میں آ کر بیٹھ گیا۔ پرکاشو پجاری کی جان میں جان آئی۔ ناگ نے کہا۔

"پجاری جی! مجھے معاف کر دیں! یہ سانپ بڑا گستاخ ہے۔ مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ یہ پٹاری سے نکل کر اِدھر آ گیا۔ مگر یہ میرے حکم کا پابند ہے۔ سارے سانپ میرے حکم کے پابند ہیں۔ جو میں کہتا ہوں اسی کے مطابق کرتے ہیں۔ اچھا میں اب جاتا ہوں۔"

ناگ نے پجاری کے ماتھے پر زخم کا نشان دیکھ لیا تھا یہی چیف تخریب کار پرکاشو تھا۔ پجاری نے ناگ کو دیکھ کر کہا۔

"ٹھہرو سپیرے!"

ناگ نے یہ بات جان بوجھ کر کہی تھی کہ یہ سانپ میرے حکم کے پابند ہیں۔ جو میں کہتا ہوں وہی کرتے ہیں کیونکہ ناگ جانتا تھا کہ تخریب کاروں کو ایسے سانپوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پجاری پرکاشو نے کہا۔

"کیا سچ مچ یہ سانپ تمہارے غلام ہیں اور تم انہیں جو حکم دیتے ہو وہی کرتے ہیں؟"

ناگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"پجاری جی! اس کا ایک نمونہ تو آپ نے ابھی دیکھ لیا ہے کہ میں نے سانپ کو حکم دیا اور اُس نے آپ کی گردن چھوڑ دی ورنہ وہ آپ کو ہلاک بھی کر سکتا تھا۔"

پجاری پیر کاشو بولا۔

"تم کہاں سے آئے ہو اور یہ سانپوں پر حکم چلانے کا فن تم نے کہاں سے سیکھا؟ کیا یہ فن تم مجھے نہیں سکھا سکتے؟ میں تمہیں جو کہو گے دوں گا۔"

ناگ نے تیر نشانے پر بیٹھتے دیکھ کر کہا۔

"پجاری مہاراج! یہ فن مجھے میرے گورو نے میرے سانس میں پھونک دیا ہے۔ ہاں اگر آپ کا کوئی کام ہو تو مجھے بتا دیں میں اپنے سانپوں کو حکم دوں گا وہ آپ کا کام کر دیں گے۔"

چیف تخریب کار یہی چاہتا تھا مگر اس سے پہلے وہ سپیرے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے پوچھا۔

"تم کہاں کے رہنے والے ہو؟"

اِس سوال کا جواب پہلے سے ہی ناگ نے اپنے ذہن میں تیار کر رکھا تھا۔ ایک آہ بھر کر کہنے لگا۔

"مہاراج! میں ہندو برہمن ہوں۔ بھارت کے شہر جے پور میں رہتا تھا مگر وہاں میرے دشمنوں نے مجھے بہت تنگ

کیا اور میں یہاں پاکستان آ گیا۔ یہاں میرا جی نہیں لگتا۔ میں بھارت کے لیے کوئی کام کرنا چاہتا ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔"

چیف تخریب کار پیر کاشو نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ مندر کے پیچھے میری جھونپڑی ہے، وہاں جا کر بیٹھو۔ میں ابھی آ کر تم سے بات کرتا ہوں۔"

پجاری پیر کاشو نے سپیرے ناگ کو کچھ مٹھائی کھانے کو دی۔ ناگ خوشی خوشی مندر سے اُٹھ کر پیر کاشو پجاری کی جھونپڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب چیف تخریب کار ہندو پیر کاشو بھی وہاں آ گیا، وہ ناگ سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ پھر بولا۔

"میں بھی ہندوستان کا رہنے والا ہوں، ہندو برہمن ہوں۔ میں بھی تمہاری طرح بھارت ماتا کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکستان کے بڑے بڑے لیڈروں کو ختم کر دوں۔ بھارت ماتا کی اس طرح ہم خدمت کر سکتے ہیں کہ اِس ملک کو ختم کر دیا جائے۔"

ناگ خوش ہوا کہ پیر کاشو پجاری اب کھل کر بات کر رہا تھا اور جس راستے پر ناگ اُسے لانا چاہتا تھا وہ اُسی راستے پر آ رہا تھا۔ ناگ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں بھی یہی چاہتا ہوں پجاری جی! آپ حکم کریں کہ کس کو ختم کرنا ہے۔ میرے سانپ اُسے ڈس کر ختم کر دیں گے۔"

چیف تخریب کار بڑا خوش ہوا۔ کہنے لگا۔

"سب سے پہلے تو میں چاہتا ہوں کہ حیدر آباد کے پولیس کمشنر کو ختم کر دیا جائے۔"

ناگ نے دل میں کہا کہ بدبخت ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ پولیس کمشنر کی بجائے میرے سانپ تمہارے سارے گروہ کو ختم کر دیں گے۔ مگر ناگ ایک خاص اسکیم کے تحت کام کر رہا تھا۔ کہنے لگا۔

"پجاری جی! سانپوں کو ایسا حکم دینے سے پہلے مجھے ایک چِلّہ کاٹنا پڑے گا۔"

پجاری پرکاشو ناگ کی طرف دیکھنے لگا۔

ناگ — کراچی میں

"وہ کون سا چِلّہ ہے؟" تخریب کار پجاری نے ناگ سے پوچھا۔

ناگ نے کہا "مجھے تین راتیں دریا کے کنارے بیٹھ کر ساری ساری رات خاص منتر پڑھنے پڑیں گے۔ پھر مجھے وہ طاقت حاصل ہو جائے گی کہ ان سانپوں کو میں جس کے بارے میں نام لے کر کہوں گا یہ اُس کو جا کر ڈس دیں گے اور اُسے ہلاک کر ڈالیں گے۔ اس طرح سے ہم بھارت ماتا کی خدمت کر سکیں گے۔"

چیف تخریب کار پجاری پرکاشو بڑا خوش ہوا۔ اِس طرح سے وہ پاکستان کے بڑے بڑے لیڈروں پر سانپوں سے حملہ کرا سکے گا۔ اُس نے ناگ سے کہا۔

"میرے بھائی! تم بھی ہندو ہو، ہم بھی ہندو ہیں۔ تم بھی بھارت ماتا کی خدمت کرنا چاہتے ہو۔ ہم بھی بھارت ماتا کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ ہم پاکستان میں بدامنی پھیلا کر اسے کمزور بنانا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چاہتے ہیں ۔ تم فوراً اپنا چلّہ شروع کر دو ۔ اِس کے بعد میں تمہیں دولت سے مالا مال کر دوں گا۔"

ناگ نے دل میں کہا کہ پاکستان کو تو تمہارا باپ بھی کمزور نہیں کر سکتا ۔ اِس کے بجائے میں تم لوگوں کا پاکستان سے نام و نشان مِٹا دوں گا ۔ اُوپر سے کہنے لگا ۔

"پجاری جی! مجھے دولت کی پروا نہیں ۔ میں تو اپنے بھارت ماتا کے لیے یہ کام کروں گا ۔ میں کل سے چلّہ شروع کر دیتا ہوں۔"

دوسرے دن شام کو ہی ناگ سانپوں کی پٹاری لے کر دریا کنارے آ کر بیٹھ گیا ۔ اُس نے پرکاشو پجاری کو ہدایت کر دی تھی کہ جب تک وہ چلّہ کاٹے اس کے پاس کوئی نہ آئے ۔

ناگ آدھی رات تک دریا کنارے بیٹھا رہا ۔ چلّہ تو اُس نے کاٹنا نہیں تھا ۔ وہ تو ایک خاص قسم کی سکیم کے مطابق کام کر رہا تھا ۔ وہ چیف تخریب کار پجاری کے گروہ کے دوسرے آدمیوں کا پتہ چلانا چاہتا تھا جو حیدر آباد میں تخریبی کارروائیاں کر رہے تھے ۔

جب رات آدھی سے زیادہ گزر گئی تو ناگ نے اپنے سانپوں سے کہا ۔

"میں پجاری کی جھونپڑی میں جا رہا ہوں ۔ تم پٹاری میں ہی رہنا!"

یہ کہہ کر ناگ نے سانس اندر کو کھینچی اور اُس کے ساتھ ہی ایک کالے رنگ کا باریک سانپ بن گیا ۔ پرانا مندر اور پجاری پرکاشو کی جھونپڑی وہاں سے زیادہ دُور نہیں تھی ۔ ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا پجاری پرکاش کی جھونپڑی کے باہر پہنچ گیا ۔ اُس نے دیکھا کہ جھونپڑی کے اندر لالٹین کی دھیمی روشنی ہو رہی تھی ۔ ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا جھونپڑی کی دیوار کے ساتھ لگ کر اندھیرے میں بیٹھ گیا ۔ اُس نے دیکھا کہ پجاری پرکاشو نے ایک چھوٹا سا وائرلیس ٹرانسمیٹر کھول رکھا تھا اور وہ کسی سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ وہ بار بار کہہ رہا تھا ۔

"ہیلو! ہیلو! رامائن! رامائن! میں چانکیہ بول رہا ہوں!"

ناگ فوراً سمجھ گیا کہ یہ اُس تخریب کار کے کوڈ الفاظ ہیں ناگ نے یہ الفاظ رامائن اور چانکیہ اچھی طرح سے یاد کر لیے ۔ دوسری طرف سے کسی نے آواز دی ۔

"ہیلو چانکیہ! میں رامائن ہوں ۔ تم لوگوں نے کراچی کے پُل کو کیوں نہیں اُڑایا؟"

چیف تخریب کار پجاری نے کہا ۔

"مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ کراچی میں ہمارے سلنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تخریب کاروں کو سردار سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے۔"

دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ایسا کیسے ہو گیا؟ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ تمہیں بھارت کی حکومت کس لیے لاکھوں روپے دے رہی ہے؟"

پجاری نے کہا۔

"راما جی تم فکر نہ کرو! میرے پاس ایک ایسا نسخہ آ گیا ہے کہ جس پر عمل کر کے میں پاکستان کے سارے لیڈروں کو راستے سے ہٹا دوں گا۔"

دوسری طرف سے کرخت آواز آئی۔

"جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔ چار آدمی میرے پاس انڈیا سے گنگا نگر کے ٹیلے پر آ گئے ہیں۔ میں انہیں تخریب کاری اور پلوں کے نیچے بم لگانے کی ٹریننگ دے رہا ہوں۔ ایک ہفتے بعد انہیں تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ وائرلیس سگنل بند کر دو آپ!"

دوسری طرف سے سگنل بند ہو گئے۔ پجاری پرکاشو نے بھی وائرلیس ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ ناگ کو جس اطلاع کی ضرورت تھی وہ اُسے مل گئی تھی۔ ان لوگوں کا سرغنہ جس کا کوڈ نام راما جی تھا، پاکستان میں بارڈر کے قریب ایک گاؤں گنگا نگر کے ٹیلے میں کسی خفیہ جگہ پر انڈیا سے آئے ہوئے چار تخریب کاروں کو

ٹریننگ دے رہا تھا۔ ناگ نے اسی وقت فیصلہ کیا کہ وہ گنگا نگر جائے گا اور دشمن کو اس کے گھر میں ختم کر دے گا۔

پجاری پرکاشو نے ٹرانسمیٹر کو کونے میں گھاس کے ڈھیر کے نیچے چھپا دیا اور لبستر پر لیٹ گیا۔

ناگ خاموشی سے جھونپڑی سے نکلا اور تیزی سے رینگتا ہوا دریا کنارے اپنے سانپوں کے پاس آ گیا۔ اُس نے ایک سانپ کو پٹاری میں سے نکالا جو سب سے زہریلا تھا۔ اُس نے سانپ سے کہا۔

"جھونپڑی میں پرکاشو پجاری کو جا کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دو۔ وہ پاکستان میں دشمن کا تخریب کار جاسوس ہے اسے اس طریقے سے ڈسو کہ اُس کے جسم کی ہڈیاں بھی گل جائیں۔"

زہریلا سانپ آداب سے سر جھکانے کے بعد پجاری کی جھونپڑی کی طرف چلا۔ اُس کے بعد ناگ نے بھی پٹاری بغل میں ڈالی اور پجاری کی جھونپڑی کی طرف چلا۔

زہریلا سانپ پجاری کی جھونپڑی کی طرف چلا اور اُس نے دیکھا کہ پجاری وہاں نہیں ہے۔ لالٹین جل رہی تھی۔ سانپ جھونپڑی سے باہر نکلا ہی تھا کہ اچانک اُس کے سر پر کسی نے اینٹ مار دی۔ سانپ کا سر کچلا گیا اور وہ تڑپ تڑپ کر وہیں مر گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پُجاری پرکاشو نے بھگوان کا شکر ادا کیا کہ اُس نے سانپ کو مار ڈالا ورنہ وہ اسے مار دیتا۔ پجاری پرکاشو اصل میں پانی پینے جھونپڑی سے اُٹھ کر مندر گیا تھا۔ واپس آیا تو اُس نے سانپ کو جھونپڑی سے نکلتے دیکھا۔ وہیں سے اینٹ اٹھا کر سانپ کو دے ماری اور سانپ مر گیا۔

ناگ یہی سمجھ رہا تھا کہ زہریلے سانپ نے پجاری کو ہلاک کر دیا ہو گا۔ وہ بے فکری سے چلتا جھونپڑی کے پاس آکر رُک گیا۔ اچانک اُسے گھاس پر زہریلے سانپ کی کچلی ہوئی لاش نظر آئی۔ اِتنے میں پجاری نے سانپ کو دیکھ لیا اور اپنی جھونپڑی سے نکل کر بولا۔

"تم یہاں کیسے آ گئے؟ تم تو دریا پر چلّہ کاٹ رہے ہو۔"

ناگ سمجھ گیا تھا کہ اُس کے زہریلے سانپ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ پجاری کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ ناگ نے کہا۔

"میں تمہیں یہ کہنے آیا تھا کہ میرا چلّہ اب آدھی رات کے بعد ختم ہو جایا کرے گا۔ میں نے چلّے کو مختصر کر دیا ہے۔"

پجاری کو ناگ پر کچھ شک ہو گیا تھا۔ اُس نے سانپ کی لاش کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ سانپ تمہارا تھا سپیرے! کیا تُو نے اِسے میری جھونپڑی

میں بھیجا تھا؟"

اِس کے ساتھ ہی پجاری نے جیب سے پستول نکال لیا اور اُس کا رُخ ناگ کی طرف کرتے ہوئے بولا۔

"تم کون ہو؟ جلدی بولو ورنہ گولی تمہارے سینے کے آر پار کر دوں گا۔"

ناگ نے ایک سیکنڈ سے کم وقت میں سانس اوپر کھینچا اور دوسرے ہی لمحے پجاری کے سامنے ناگ غائب ہو گیا۔ مگر ناگ غائب نہیں ہوا تھا بلکہ ایک بہت ہی چھوٹے کالے سانپ کی شکل بدل کر وہیں جھونپڑی کے باہر گھاس میں چھپ کر پجاری کو دیکھ رہا تھا۔

پجاری گھبرا گیا۔ اُسے یقین ہو گیا کہ سپیرے کے پاس کوئی ایسا جادو ہے جس کی مدد سے وہ جب چاہے غائب ہو سکتا ہے۔ اپنے آپ کو خطرے میں محسوس کر کے پجاری مندر کی طرف دَوڑا اور پیچھے مُڑ کر بھی دیکھتا جاتا تھا۔ مگر ناگ اُسے بھاگنے کی مہلت کیسے دے سکتا تھا۔ اُس نے ایک سیکنڈ میں عقاب کی شکل اختیار کی، پٹاری سے دوسرے زہریلے سانپ کو اپنے پنجوں میں پکڑا اور فضا میں بلند ہو کر پجاری کے سر کے اُوپر آ گیا۔ پجاری مندر کی سیڑھیوں پر پہنچ گیا تھا۔ وہ بھاگ کر مندر میں چھپ جانا چاہتا تھا۔ ناگ نے زہریلا سانپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو حکم دیا کہ پجاری کو ہلاک کر دو اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانپ کو پجاری کے اوپر گرا دیا۔

دوسرا زہریلا سانپ پاکستان دشمن تخریب کار پجاری کی گردن پر گرا اور گرتے ہی پجاری کی گردن پر ڈس دیا اور اپنا سارا زہر اُس کے جسم میں داخل کر دیا۔ یہ زہر آگ بن کر پجاری کے جسم میں دوڑ گیا اور اُس کے جسم کا خون اُبلنے لگا۔ وہ وہیں سیڑھیوں پر گرا۔ دیکھتے دیکھتے اس کا جسم پھٹ گیا اور گرم کھولتا ہوا خون سیڑھیوں پر بہہ نکلا۔

ناگ نے زہریلے سانپ کو واپس جھونپڑی میں آنے کا حکم دیا اور خود بھی پجاری کی جھونپڑی میں چلا آیا۔ یہاں آتے ہی ناگ نے انسانی شکل اختیار کر لی اور وائرلیس نکال کر بٹن دبا دیا۔ اُس میں سے عجیب عجیب سی آوازیں آنے لگیں۔ ناگ نے آہستہ سے کہا۔

"ہیلو رامائن! ہیلو رامائن! میں چانکیہ بول رہا ہوں۔ ہیلو رامائن! کیا تم سُن رہے ہو؟"

دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو چانکیہ! میں رامائن بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"میں ایک سپیرے کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ یہ

سپیرا ابھی ہندو ہے اور انڈین ہے اور بھارت ماتا کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ اُس کے پاس ایک خاص طلسمی منتر ہے جو تمہارے بے حد کام آ سکتا ہے۔ سپیرا تمہارے پاس صبح ہونے سے پہلے پہلے پہنچ جائے گا۔"

دوسری طرف سے رامائن کی آواز آئی۔

"کیا یہ سپیرا بھروسے کا آدمی ہے؟"

ناگ بولا۔

"ہاں! بہت بھروسے کا آدمی ہے۔ میں نے اُس کے بارے میں پوری چھان بین کر لی ہے۔ او کے! اب میں سگنل بند کرتا ہوں۔"

ناگ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر اُسے بند کر دیا۔ اس کے بعد ناگ نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور دریا پر آ گیا۔ ٹرانسمیٹر کو اس نے توڑ پھوڑ کر دریا میں پھینک دیا اور پٹاری میں جو سانپ بچے تھے انہیں آزاد کرتے ہوئے کہا۔

"اب تم آزاد ہو، جہاں چاہے جا سکتے ہو!"

سانپوں نے پھن جھکا کر ادب سے ناگ کو سلام کیا اور درختوں میں گم ہو گئے۔ ناگ سپیرے کے لباس میں ہی تھا۔ اب اُسے پاکستان کی سرحد پر گنگا نگر والے ٹیلے پر انڈیا کے جاسوس تخریب کار رامائن کے پاس جانا تھا تاکہ اُسے اور اُس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاس جو چار بھارتی جاسوس تخریب کار ٹریننگ لے رہے ہیں، انہیں بھی ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے۔

ناگ نے سانس کھینچ کر عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں اُڑان بھر کر کافی بلندی پر آگیا اور پھر گنگا نگر کی طرف اُڑان شروع کر دی۔ ناگ نے کسی زمانے میں اِس سارے علاقے کی سیر کی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ گنگا نگر اِنڈیا کی سرحد کے قریب ہی صحرا میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں مسلمانوں کے ساتھ ہندو بھی رہتے ہیں۔ ناگ کو صبح ہونے سے پہلے پہلے گنگا نگر پہنچنا تھا۔ اُس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ ناگ کی منزل وہاں سے کافی دور تھی مگر وہ کافی تیزی سے اُڑ رہا تھا۔

اُڑتے اُڑتے اُسے صبح ہو گئی۔ سُورج نکل آیا۔ ناگ نے نیچے دیکھا جہاں صحرا ہی صحرا تھا۔ دُور تک ریت کے ٹیلے پھیلے ہوئے تھے۔ ناگ نے سوچا کہ کہیں وہ راستہ تو نہیں بھول گیا۔ اِتنے میں اُسے دُور ایک اونچا ٹیلہ نظر آیا جس پر پُرانا قلعہ تھا۔ یہ نشانی تھی گنگا نگر کی۔ ناگ ٹھیک راستے پر جا رہا تھا۔ پھر گنگا نگر کا چھوٹا سا شہر آگیا۔ ناگ اُس کے اوپر سے پرواز کر گیا۔ کسی نے ایک عقاب کو بلندیوں پر اُڑتے دیکھ کر ذرا بھی شک نہ کیا کہ یہ اصل میں ایک انسان ہے جو

عقاب کی شکل میں پرواز کر رہا ہے۔

ناگ کو گنگا نگر شہر کے ٹیلے کی تلاش تھی جو کافی آگے سرحد کے قریب ایک صحرا میں تھا۔ یہ ٹیلا دُور سے نظر آنے لگا۔ ناگ نے اپنی رفتار تیز کر دی اور ٹیلے سے کچھ فاصلے پر زمین پر اُتر آیا۔ اُس نے آس پاس نگاہ دوڑائی۔ وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ ناگ نے سانس کھینچ کر چھوڑا تو وہ اِنسانی شکل میں واپس آگیا۔ وہ سپیرے کے بھیس میں تھا۔ ناگ ٹیلے کے پاس آ کر رک گیا۔ پھر اُس نے ٹیلے کے گرد ایک چکر لگایا۔ وہاں ناگ کو کوئی غار، جھونپڑا یا مکان نظر نہ آیا۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ پیچھے سے کسی نے اُسے آواز دی۔

"کون ہو تم؟ یہاں کیا کر رہے ہو؟"

ناگ نے گھوم کر دیکھا۔ اُس سے چند قدموں کے فاصلے پر ایک دُبلا پتلا گہری چمکیلی آنکھوں والا کالے رنگ کا آدمی سنیاسیوں کے لباس میں کھڑا اُسے گھور رہا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں رائفل تھی جس کا رُخ اس نے ناگ کی طرف کیا ہوا تھا۔ ناگ کے دل نے کہا کہ یہی ہندو تخریب کار راماین ہے۔ ناگ نے اُس کی طرف غور سے دیکھا اور کہا۔

"راماین ——— ہیلو راماین! مجھے چانکیہ نے حیدرآباد سے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اُس آدمی نے رائفل نیچے کر لی اور اشارے سے ناگ کو اپنے پیچھے آنے کے لیے کہا۔ ناگ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ رامائن نے اُسے ٹیلے سے دُور ایک کیکر کے درخت کے پاس کھڑا کیا۔ یہاں ایک اُونٹ بیٹھا ہوا تھا۔ رامائن نے ناگ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا اور اونٹ صحرا میں ایک طرف چلنے لگا۔ رامائن نے آہستہ سے کہا۔

"سپیرے! تم نے دیر کیوں کر دی۔ چانکیہ نے تو کہا تھا کہ تم صبح ہونے سے پہلے پہنچ جاؤ گے۔"

ناگ بولا۔

"مجھے ایک تیز رفتار جیپ یہاں چھوڑ گئی ہے مگر وہ راستے میں خراب ہو گئی تھی۔"

رامائن خاموش رہا۔ اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اونٹ دن کی روشنی میں صحرا میں چلتا جا رہا تھا۔ کچھ فاصلے پر صحرا میں ایک کچا کوٹھہ دکھائی دیا جس کے صحن کے گرد اُونچی چار دیواری تھی۔ رامائن اونٹ کو اس چار دیواری میں لے آیا۔ اونٹ کو بٹھانے کے بعد دونوں نیچے اُتر آئے۔ اتنے میں مکان کے اندر سے تین آدمی باہر آئے۔ اُن کے ہاتھوں میں رائفلیں تھیں۔ وہ ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ رامائن نے کہا۔

"تم اندر جاؤ۔ سب ٹھیک ہے۔ یہ اپنا ہی آدمی ہے۔"

تینوں آدمی کمرے میں چلے گئے۔ ناگ سوچنے لگا کہ پجاری نے تو کہا تھا کہ یہاں چار آدمی ہیں۔ یہ تین ہیں۔ چوتھا کہاں چلا گیا۔ وہ رامائن سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔ رامائن ناگ کو ساتھ لے کر مکان کی ایک کوٹھڑی میں آ گیا۔ یہاں چارپائی بچھی تھی۔ ایک لوہے کی کرسی پڑی تھی۔ رامائن کرسی پر بیٹھ گیا اور ناگ کو چارپائی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب ناگ بیٹھ گیا تو رامائن بولا۔

"تمہارا نام کیا ہے اور تم ہندوستان میں کہاں رہتے تھے؟"

ناگ نے کہا۔

"میرا نام جگو ہے۔ میں پانی پت میں رہتا تھا۔ پھر وہاں سے حیدر آباد سرحد پار کر کے چلا آیا کہ یہاں میرے ہندو بھائی رہتے ہیں۔ اُن کے ساتھ مل کر بھارت ماتا کی کوئی خدمت کروں گا۔"

رامائن اس دوران ناگ کو غور سے دیکھتا رہا۔ اُس نے اچانک ناگ سے ایک ایسا سوال کر دیا جو آج تک شاید ہی کسی نے ناگ سے کیا ہو۔ رامائن نے ناگ کی طرف گھورتے ہوئے پوچھا۔

"جگو! تم اپنی آنکھیں کیوں نہیں جھپکتے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اصل میں جو سانپ ایک سو سال تک زندہ رہتا ہے اس میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ جب چاہے انسانی شکل بدل سکتا ہے۔ اُس کی سب سے بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نہیں جھپکتا۔ کیونکہ سانپ بھی اپنی آنکھیں نہیں جھپکتا۔ مگر ناگ چونکہ ناگ دیوتا تھا اس لیے اس میں اتنی طاقت تھی کہ وہ جب چاہے آنکھیں جھپک سکتا تھا۔ پھر بھی کبھی کبھی ایسا ہو جاتا تھا کہ ناگ کو آنکھیں جھپکنے کا خیال نہیں رہتا تھا اور کتنی دیر تک وہ اپنی آنکھیں بغیر جھپکائے کھلی رکھتا تھا۔ اس وقت بھی ناگ کو آنکھیں جھپکنے کا خیال نہیں رہا تھا۔ اسی وجہ سے رامائن نے اُس سے یہ سوال کیا تھا۔ ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رامائن بھیّا! بات اصل میں یہ ہے کہ میں نے چونکہ اپنی ساری عمر سانپوں میں گزاری ہے اور سانپ آنکھیں نہیں جھپکتے اس لیے مجھے بھی عادت پڑ گئی ہے۔ ویسے میں آنکھیں جھپک سکتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ نے دو تین بار آنکھیں جھپکیں۔ رامائن نے ایک گہرا سانس کھینچا اور بولا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس کون سا عجیب و غریب منتر ہے جس کی وجہ سے چانکیہ نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے؟"

ناگ بولا۔

"میں نے ہندوستان کے ناگ دیوتا کے مندر میں ایک سال کا چلّہ کاٹا ہے جس کے بعد میرے اندر ایک خاص طاقت آگئی ہے۔ اِس طاقت کی مدد سے میں جس سانپ کو چاہوں یہاں بلا کر اُس سے اپنی مرضی کا کام لے سکتا ہوں۔"

رامائن نے کہا۔

"کیا تمہارا سانپ پاکستان کے کسی بڑے آدمی کو اس کے مکان میں جا کر کاٹ سکتا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"کیوں نہیں! مگر مجھے اس بڑے آدمی کے مکان کی مٹی لا کر دینی ہوگی۔ میں وہ مٹی اپنے سانپ کو سونگھا دوں گا اور پھر میرا سانپ اُس بڑے آدمی کے گھر میں جا کر اُسے ہلاک کر دے گا۔"

رامائن بڑا خوش ہوا۔ اِس طریقے سے وہ پاکستان کے تمام بڑے بڑے آدمیوں کو ختم کر سکتا تھا۔ اُس نے ناگ سے کہا۔

"ٹھیک ہے! میں ایک بڑے آدمی کے گھر کی مٹی منگوانے کے لیے اپنا آدمی آج ہی روانہ کرتا ہوں۔ تم میرے پاس ہی رہنا۔"

ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سائیں! میں کہاں جاؤں گا! اب تو میں تمہارے پاس ہی رہ کر بھارت ماتا کی خدمت کروں گا۔"

رامائن دوسرے کمرے میں چلا گیا اور اپنے آدمی کو کہا کہ وہ اسی وقت شہر جائے اور وہاں سے مسلمان لیڈر کے مکان کی مٹی لے کر آئے۔ وہ آدمی اونٹ پر بیٹھ کر اسی وقت روانہ ہو گیا۔ ناگ کو رامائن نے دوسری کوٹھڑی میں چارپائی بچھا دی اور کہا۔

"یہاں تم آرام کرو! تمہیں کھانا چائے وغیرہ یہیں مل جایا کرے گی۔"

ناگ نے محسوس کیا کہ یہاں ان ہندو پاکستان دشمن تخریب کاروں کے پاس زیادہ اسلحہ نہیں تھا۔ لگتا تھا کہ انھوں نے گولہ بارود اور بم وغیرہ صحرا میں کسی دوسری جگہ چھپا کر رکھے ہوئے ہیں۔ ناگ کو یہ بھی تشویش تھی کہ ان کا چوتھا آدمی کہاں ہے۔ دوپہر کو رامائن کھانا اور چائے لے کر ناگ کے پاس آ گیا۔ ناگ نے باتوں ہی باتوں میں اس سے پوچھا کہ یہاں اس پاس کتنے آدمی ہیں؟

رامائن بولا۔

"میرے سمیت پانچ آدمی ہیں۔ ہم سب ہندو ہیں اور ہم بھارت سے آئے ہیں۔"

ناگ بولا۔

"مگر مجھے پانچواں آدمی نظر نہیں آ رہا؟"

رامائن نے کہا۔

"وہ یہاں قریب ہی گولہ بارود کے ذخیرے پر پہرہ دیتا ہے لیکن اب تم آ گئے ہو۔ تمہارے سانپ سے ہم وہ کام لیں گے جو ہمارا گولہ بارود بھی نہیں کر سکتا۔"

ناگ نے فوراً کہا۔

"کیوں نہیں۔ کیوں نہیں! میرا سانپ وہ کام کرے گا کہ تم لوگ دنگ رہ جاؤ گے۔"

ناگ نے بڑی ہوشیاری سے باتوں کے دوران رامائن سے یہ بھی پوچھ لیا کہ گولہ بارود کا ذخیرہ کس جگہ پر ہے۔ یہ ذخیرہ وہاں سے ایک میل پیچھے صحرا میں ایک پرانے قلعے کے کھنڈر میں تھا۔ شام ابھی نہیں ہوئی تھی کہ باہر کسی سپیرے کی بین کی آواز سنائی دی۔ رامائن صحن میں ہی تھا۔ ناگ جلدی سے کوٹھڑی سے باہر آ گیا کہ یہ کم بخت کوئی دوسرا یہاں کہاں سے آ گیا۔ ناگ جانتا تھا کہ سپیرے کے پاس سانپ بھی ہوں گے اور اس کے سانپ ناگ دیوتا کی خوشبو پا کر اسے سلام کرنے کے لیے بے تاب ہو جائیں گے اور ایسا ہی ہوا۔

باہر ایک لمبی داڑھی والا سپیرا زمین پر بیٹھا بین بجا رہا تھا۔ اس نے جونہی پٹاری میں سے سانپ باہر نکالا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

توسانپ ناگ دیوتا کی خوشبو پاکر اُس کی طرف بڑھا۔ ناگ نے
وہیں سانپوں کی زبان میں اُسے حکم دیا:

"میں ناگ دیوتا ہوں۔ جہاں سے آئے ہو اُدھر ہی واپس
چلے جاؤ اور دوسرے سانپوں کو بھی کہہ دو کہ وہ سلام کرنے
ہرگز ہرگز میری طرف نہ آئیں!"

سانپ وہیں رُک گیا۔ سپیرا بڑا حیران تھا کہ سانپ پٹاری
سے نکل کر ناگ کی طرف کیوں بھاگا تھا! بوڑھے سپیرے
نے ناگ کی طرف دیکھا۔ سانپ وہیں سے واپس بوڑھے سپیرے
کے پاس چلا گیا تھا۔ بوڑھے سپیرے نے غور سے ناگ کو دیکھا
اور بولا۔

"مہاراج! آپ کہاں کے سپیرے ہیں؟"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ رامائن بولا۔

"یہ ہمارے دوست ہیں۔ سپیرے نہیں ہیں۔ ویسے ہی
انہیں سپیروں کا لباس پہننے کا شوق ہے۔ تم یہاں سے اپنی
پٹاری اُٹھاؤ اور شہر کی طرف سدھارو! یہاں سے تمہیں کچھ
نہیں ملے گا۔"

بوڑھے سپیرے کے تجربے نے اُسے بتا دیا تھا کہ یہ شخص
جو سپیرے کے لباس میں اُس کے سامنے کھڑا ہے کوئی غیر معمولی
آدمی ہے ورنہ اس کا سانپ پٹاری سے نکلتے ہی اس کی طرف

نہ جاتا۔ مگر وہ خاموش رہا۔ اُس نے سانپ کو پٹاری میں بند
کیا اور بین بجاتا آگے چل دیا۔

اُس کے جانے کے بعد رامائن ناگ سے کہنے لگا۔

"جگو بھیا! تم کوٹھڑی سے باہر نہ نکلنا۔ خاص طور پر
جب کوئی آدمی یہاں آئے تو تم اندر ہی رہا کرو!"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے جگو بھیا! اب میں ایسا ہی کروں گا۔"

شام کو رامائن کا آدمی شہر کے ایک مسلمان لیڈر کے مکان
کی مٹی لے کر آگیا۔ یہ مٹی اُس نے پوٹلی میں باندھی ہوئی تھی۔
رامائن نے پوٹلی کھول کر ناگ کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"جگو بھیا! مسلمان لیڈر کے مکان کی مٹی آگئی ہے۔ اب
اپنے کسی سانپ کو لاؤ اور اُسے مٹی سونگھا کر اِس لیڈر کو ڈسنے
کے لیے بھیج دو۔"

ناگ بولا۔

"میں ابھی صحرا میں جا کر سانپ پکڑ کر لاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ناگ مکان سے نکل کر صحرا میں ایک طرف چل پڑا۔
اُسے کسی سانپ کو پکڑنے کی ضرورت نہ تھی۔ اُسے معلوم تھا
کہ صحرا میں اکثر سانپ زمین کے اندر رہتے ہیں۔ جب ناگ
مکان سے دور نکل آیا تو اُس نے ایک جگہ رُک کر سانپوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی زبان میں آواز دی۔

"میں عظیم ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔ مجھے چار سب سے زیادہ خطرناک اور زہریلے سانپوں کی ضرورت ہے۔ اگر یہاں ایسے سانپ ہیں تو فوراً میرے پاس آجائیں!"

یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ عظیم ناگ دیوتا کی آواز سُن کر سانپ اُس کے پاس نہ آئیں۔ زمین کے اندر سے فوراً چھ سات سانپ نکل کر ناگ کے سامنے آگئے۔ اِن سانپوں نے اپنے پھن اٹھا رکھے تھے۔ ناگ کے آگے آتے ہی انھوں نے پھن تین بار جھکائے اور یک زبان ہو کر بولے۔

"عظیم ناگ دیوتا کو ہمارا سلام!"

ناگ نے سانپوں کو غور سے دیکھا اور پُوچھا۔

"تم میں سے جو چار سانپ سب سے زیادہ زہریلے ہوں وہ الگ ہو جائیں!"

چار مٹیالے رنگ کے سانپ الگ ہو گئے۔ ان میں سے سانپ نے کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا! ہم اِس صحرا کے سب سے زیادہ زہریلے سانپ ہیں۔ اگر ہم کسی اِنسان کو ڈس دیں تو اُس کا جسم ہمارے آتشی زہر کے اثر سے ایک دھماکے کے ساتھ پھٹ کر فضا میں بکھر جاتا ہے۔"

ناگ نے مُسکرا کر کہا۔

"مجھے ایسے ہی سانپوں کی ضرورت تھی۔ اب میری بات دھیان سے سُنو! یہاں سے تھوڑی دُور صحرا میں ایک مکان ہے جس میں چار آدمی رہتے ہیں۔ اِن چاروں کو ڈس دو۔ میں تمہارے پیچھے پیچھے آرہا ہوں۔"

چاروں آتشی سانپوں نے پھن کو تین بار جھکانے کے بعد کہا۔

"جو حکم عظیم ناگ دیوتا!"

یہ کہہ کر چاروں مٹیالے رنگ کے آتشی سانپ رامائن کے مکان کی طرف رینگتے ہوئے رات کے اندھیرے اور صحرا کی ریت میں گم ہو گئے۔ ناگ بھی آہستہ آہستہ واپس مکان کی طرف چل پڑا۔

اِس وقت مکان کے آنگن میں چاروں تخریب کار یعنی رامائن اور اُس کے تین ساتھی چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک تخریب کار کہہ رہا تھا۔

"رامائن! ہمیں اِس سپیرے پر یونہی بھروسہ نہیں کر لینا چاہیئے تھا۔ یہ پاکستان کا جاسوس بھی ہو سکتا ہے۔"

رامائن اپنی رائفل پر ہاتھ مار کر بولا۔

"میں پوری تحقیق کر لوں گا۔ اگر وہ پاکستانی جاسوس نکلا تو میں اسی بندوق سے اُس کا سینہ چھلنی کر دوں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اِتنی دیر میں چاروں آتشی سانپ مکان کے باہر پہنچ چکے تھے۔ مکان کی دیوار کے پاس آکر چاروں سانپ تھوڑا تھوڑا فاصلہ رکھ کر دیوار پر چڑھ گئے۔ پھر انھوں نے جھانک کر صحن میں دیکھا کہ بانس کے ساتھ لالٹین لٹک رہی تھی اور اُن کے شکار چاروں پاکستان دشمن تخریب کار چارپائیوں پر بیٹھے رائفلیں گھٹنوں پر رکھے باتیں کر رہے تھے۔ ایک آتشی سانپ نے اپنی زبان میں دوسرے سانپوں سے کہا۔

"ہمیں اِحتیاط سے کام لینا ہوگا۔ اِن کے پاس بندوقیں بھی ہیں۔"

دوسرا آتشی سانپ بولا۔

"فکر نہ کرو! ہم انہیں بندوق اُٹھانے کی مہلت ہی نہیں دیں گے۔"

چاروں سانپ چاروں طرف سے دیوار پر سے اُتر کر صحن کے اندھیرے میں زمین پر آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے چارپائیوں کی طرف بڑھے۔ ہر ایک آتشی سانپ نے حملے کے لیے ایک تخریب کار کو چُن لیا تھا اور اُسی کو نشانہ بنانے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔ وہاں اندھیرا تھا اور لالٹین کی روشنی صرف چارپائیوں کے پاس ہی محدود تھی۔ پھر بھی ایک تخریب کار نے ایک سانپ کو دیکھ لیا اور چلّایا:

"سانپ!"

سانپ اور چور کی دہشت بڑی ہوتی ہے۔ سانپ کا نام سُنتے ہی چاروں چارپائیوں سے اُچھل کر پرے ہٹ گئے۔ ایک نے تو بندوق کا فائر بھی کر دیا۔ فائر کی آواز دور ناگ نے سنی تو فوراً عقاب کی شکل بدل کر فضا میں اُڑتا ہوا مکان کے آنگن کے اُوپر پہنچ گیا۔ اُس نے دیکھا کہ راماتن اور اُس کے تینوں ساتھی مکان کے برآمدے میں رائفلیں تانے لالٹین ہاتھ میں لیے سانپ کو تلاش کر رہے تھے۔ ناگ کو وہاں کسی سانپ کی لاش نظر نہ آئی۔

اِتنے میں ایک ایسے دھماکے کی آواز آئی جیسے غبارہ پھٹ گیا ہو اور ناگ نے دیکھا کہ ایک تخریب کار پھٹ گیا اور اُس کے جسم کے ٹکڑے بکھر گئے تھے۔ اپنے ساتھی کا یہ حشر دیکھ کر دوسرے تخریب کار باہر کی طرف لپکے مگر وہاں پہلے ہی سے آتشی سانپ موجود تھے۔ ناگ مکان کے اُوپر نیچی پرواز میں چکر لگا رہا تھا۔

اچانک ایک اور دھماکہ ہوا اور دوسرے تخریب کار کا جسم بھی پھٹ گیا۔ آتشی سانپ نے دوسرے تخریب کار کو بھی ڈس دیا تھا۔ راماتن اور اُس کا ساتھی گھبرا کر باہر صحرا کی طرف بھاگنے لگے۔ اُن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دو آتشی سانپ اُن کے تعاقب میں ریت پر دوڑتے چلے جا رہے تھے۔ آدمی سانپ سے زیادہ تیز نہیں دوڑ سکتا اور ریت میں تو سانپ کافی تیز دوڑتا ہے۔ ناگ بھی عقاب کی شکل میں اُن کے اُوپر تھا۔ آتشی سانپ اپنے اپنے شکار کے قریب پہنچ گئے تھے۔ رامائن اور اُس کا دوسرا تخریب کار ساتھی دیوانہ وار بھاگ رہے تھے۔ انہیں اندھیرے میں بھلا سانپ کیسے نظر آ سکتے تھے۔ آخر رامائن رُک گیا اور بولا۔

"ٹھہر جاؤ! ہم خطرے سے نکل آئے ہیں۔ مگر یہ ہمارے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہو گیا! اُن کے جسم دھماکے سے کیسے پھٹ گئے! وہ ہیرا جگو کہاں ہے؟"

ابھی یہ الفاظ اُس پاکستان دشمن کی زبان پر ہی تھے کہ اُس کا جسم بھی دھماکے سے پھٹ گیا۔ آخری تخریب کار ڈر کر بھاگا مگر چند قدموں سے زیادہ دوڑنے کی آتشی سانپ نے اُسے مُہلت نہ دی اور اُسے ڈس دیا۔ آتشی سانپ کے ڈستے ہی اس آخری تخریب کار کا جسم بھی دھماکے سے پھٹ گیا اور فضا میں بکھر گیا۔

ناگ نے جب دیکھا کہ آتشی سانپوں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے تو وہ نیچے اُتر کر انسانی شکل میں واپس آ گیا اور اُس نے آتشی سانپوں سے کہا۔

"تم نے اپنے پاکستانی ہونے کا فرض ادا کر دیا ہے۔ تم نے پاکستان کے دشمنوں کو ہمیشہ کے لیے فنا کر دیا ہے۔ شاباش!"

٭٭٭

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نرنگی سپیرن

چاروں آتشی سانپ ناگ کے آگے جُھک گئے۔ ایک سانپ نے کہا۔

"اگر یہ پاکستان کے دشمن تھے تو اے عظیم ناگ دیوتا! ہماری خواہش ہے کہ کاش ہم ایک بار پھر ان کے جسموں کو دھماکے سے اُڑا سکتے! ہم پاکستان میں رہتے ہیں۔ یہاں کا رزق کھاتے ہیں ہم پاکستان کے لیے اپنی جان بھی قربان کر سکتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"ہر پاکستانی کو اسی طرح سوچنا چاہیے۔ میرے ساتھ آؤ! ابھی ایک اور پاکستان کا دشمن تخریب کار باقی ہے۔ اُسے بھی ختم کرنا ہے۔"

ناگ نے آتشی سانپوں کو ساتھ لیا اور صحرا میں اُس پرانے قلعے کے کھنڈر کی طرف روانہ ہوا جہاں اِن تخریب کاروں کا آخری ساتھی گولہ بارود کے ذخیرے کی حفاظت کر رہا تھا۔

ایک میل تک صحرا میں چلنے کے بعد ناگن کو ایک ٹیلے پر کسی قلعے کا پرانا کھنڈر نظر آیا۔ اُس نے آتشی سانپوں سے کہا۔

"یہاں دو دھماکے ہوں گے۔ پہلا دھماکہ تخریب کار کا ہوگا جو چھوٹا ہوگا۔ دوسرا دھماکا بارود کے پھٹنے کا ہوگا وہ بڑا دھماکا ہوگا۔"

آتشی سانپ بولا۔

"عظیم ناگ دیوتا! میرے پھنکار سے نکلی ہوئی آگ کے شرارے ایک فرلانگ سے بارود کو آگ لگا سکتے ہیں۔"

ناگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے! مجھے یہی چاہیے۔ اب تم میں سے ایک سانپ میرے ساتھ چلے گا۔ باقی تین سانپ اسی جگہ پر ٹھہریں گے!"

ناگ نے ایک آتشی سانپ کو اپنے ساتھ لیا اور پُرانے کھنڈر میں داخل ہوگیا۔ ابھی وہ کھنڈر میں داخل ہوا ہی تھا کہ فائر کا دھماکہ ہوا اور گولی ناگ کے سر کے قریب سے ہوکر گزر گئی۔ ساتھ ہی کھنڈر کے اندر سے آواز آئی۔

"یہ گولی تمہارے سر کے پرخچے بھی اُڑا سکتی تھی لیکن مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں کس لیے آئے ہو؟"

ناگ نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے رامائن نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں حیدرآباد میں منتیم چانکیہ کا ساتھی ہوں۔ میں بھی تمہاری پارٹی کا آدمی ہوں۔"

کھنڈر کے اندر سے آواز آئی۔

"اندر آجاؤ!"

ناگ کھنڈر میں داخل ہو گیا۔ آتشی سانپ اُس کے پیچھے پیچھے زمین پر رینگتا چلا آرہا تھا۔ کھنڈر کے اندر ایک چھوٹی سی کوٹھڑی تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ کوٹھڑی میں لکڑی کے دو کھوکھے پڑے تھے۔ تخریب کار نے پوچھا۔

"تمہیں رامائن نے کس لیے بھیجا ہے؟"

ناگ نے کہا۔

"اُس نے دو چھوٹے بم منگوائے ہیں۔ میں حیدرآباد سے آیا ہوں۔ ہمیں وہاں ایک پل اُڑانے کے لیے دو طاقتور مگر چھوٹے بموں کی ضرورت ہے۔"

ناگ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اِن لوگوں نے اسلحہ کہاں کہاں چھپایا ہوا ہے۔ تخریب کار نے کچھ مشکوک نظروں سے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تم مجھے سپیرے لگتے ہو۔ رامائن تمہارے ساتھ خود کیوں نہیں آیا؟ اِس سے پہلے تو اُس نے ہمیشہ خود آکر بم

لیے ہیں۔"

ناگ نے جلدی سے کہا۔

"رامائن کا مکان پہ ہونا ضروری تھا۔ اِس لیے اُس نے مجھے ہی تمہارے پاس بھیج دیا ہے۔"

تخریب کار بولا۔

"میں ابھی وائرلیس پر اُس سے بات کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر تخریب کار نے جیب سے واکی ٹاکی جیسی سائز کا وائرلیس نکالا اور اُسے کھول کر بولا۔

"ہیلو رامائن! —— ہیلو رامائن!"

ناگ کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اُس تخریب کار کے پاس واکی ٹاکی وائرلیس بھی ہو گا۔ جب دوسری طرف سے کوئی آواز نہ آئی تو تخریب کار نے گھور کر ناگ کی طرف دیکھا۔ اِس سے پہلے کہ تخریب کار اپنا پستول نکالتا یا رائفل ناگ پر تان لیتا، ناگ نے اپنے منہ سے خفیہ سیٹی کی آواز نکال کر آتشی سانپ کو حملے کا حکم دے دیا۔ اِس کے ساتھ ہی اُٹھا اور بولا۔

"میں واپس جا کر رامائن کو ہی تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔"

جونہی ناگ نے پیٹھ موڑی، پیچھے سے تخریب کار نے رائفل تان لی اور کڑک کر کہا۔

"رک جاؤ! اگر قدم بڑھایا تو گولی مار دوں گا۔ بتاؤ تم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کون ہو؟ بولو! کون ہو تم؟"

ناگ نے ہاتھ اُوپر کر دیئے اور بولا۔

"میں تمہارا ساتھی ہوں!"

"تم بکواس کرتے ہو۔ تم پاکستانی جاسوس ہو!" تخریب کار نے چلا کر کہا۔

مگر اس کے ساتھ ہی اُس کی آواز ہمیشہ کے لیے بند ہو گئی۔ آتشی سانپ نے پیچھے سے آ کر تخریب کار کے پاؤں پر ڈس دیا تھا۔ ایک دھماکہ ہوا اور پاکستان دشمن تخریب کار کے جسم کے کچھ ٹکڑے ناگ کی پیٹھ پر آ کر لگے۔ ناگ نے باہر چھلانگ لگا دی اور پیچھے مُڑ کر دیکھا۔ لالٹین کی دھیمی روشنی میں تخریب کار کے جسم کے خون آلود ٹکڑے کوٹھڑی میں جگہ جگہ بکھرے ہوئے تھے۔ آتشی سانپ کی آواز آئی۔

"عظیم ناگ دیوتا! میں نے اس آخری پاکستان کے دشمن تخریب کار کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔"

ناگ نے کہا۔

"شاباش! تم نے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ اب تمہیں اس بارود کے ذخیرے کو بھی اُڑانا ہو گا۔"

آتشی سانپ بولا۔

"میں حاضر ہوں اس خدمت کے لیے بھی عظیم ناگ دیوتا!"

آتشی سانپ کوٹھڑی کے باہر ناگ کے قریب ہی تھا۔ اتنے میں دوسرے آتشی سانپ بھی وہاں آ گئے۔ ناگ نے سانپوں کو ساتھ لیا اور کھنڈر سے باہر آ گیا۔ پھر اُس نے اُن سے کہا۔

"کوٹھڑی میں بموں کے دو کھوکھے بھرے ہوئے ہیں، جا کر اُنہیں اُڑا دو!"

سانپ اسی وقت رینگتے ہوئے کوٹھڑی سے باہر آ گئے۔ اُنھوں نے اپنے پھن اُٹھا لیے۔ پھر اپنے مُنہ کوٹھڑی کی طرف کر کے ایک ہی وقت میں پھنکارے۔ اُن کے مُنہ سے آگ کے شعلے نکل کر ایک ساتھ کوٹھڑی میں گرے۔ شعلے لکڑی کے کھوکھوں سے ٹکرائے تو بارود نے آگ پکڑ لی۔ ایک بھیانک دھماکا ہوا اور سارے بموں کا ذخیرہ کوٹھڑی کے پتھروں کو ساتھ لے کر فضا میں بکھر گیا۔

ناگ کا مشن پورا ہو گیا تھا۔ اس علاقے کے سارے تخریب کار اور پاکستان دشمنوں کو ختم کر دیا تھا۔ اُس نے سانپوں کا شکریہ ادا کیا اور انہیں واپس بھیج دیا۔ خود عقاب کی شکل اختیار کی اور فضا میں بلند ہو گیا۔ پھر گنگا نگر سے کراچی کی طرف پرواز کرنے لگا۔

اس وقت ناگ کی رفتار ایک جیٹ ہوائی جہاز جتنی تھی اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ دو گھنٹوں میں کراچی شہر کی کشادہ بارونق سڑکوں کے اوپر اُڑ رہا تھا۔ وہ سیدھا اپنے ہوٹل یعنی تاج محل ہوٹل کے باہر آکر رک گیا۔ یہاں اُس نے انسانی شکل بدلی اور ہوٹل کے کاؤنٹر پر آکر چابی لی اور اپنے کمرے میں آگیا۔ کاؤنٹر لوائیے نے ناگ کے سپیروں ایسے لباس کو حیرت سے دیکھ کر پوچھا تھا کہ یہ کون سا لباس آپ نے پہن رکھا ہے! تو ناگ نے اُسے کہہ دیا تھا کہ میں ایک ٹی وی ڈرامے کی ریہرسل کر کے آرہا ہوں جس میں میرا ایک سپیرے کا کردار ہے۔

کمرے میں آتے ہی ناگ نے غسل کرنے کے بعد پتلون اور قمیض پہنی، پھر عنبر، تھیوسانگ اور جولی سانگ کو اُن کے ہوٹل میں لاہور ٹیلی فون کیا۔ دوسری طرف سے تھیوسانگ کی آواز آئی:

"تم کہاں چلے گئے تھے ناگ! ہم تو بڑے پریشان تھے! شکر ہے تمہاری آواز پھر سنائی دی۔"

ناگ بولا۔

"بس ایک ضروری کام سے گیا ہوا تھا۔ واپس آکر بتا دوں گا۔ تم لوگ تو ٹھیک ہو نا؟"

تھیوسانگ بولا۔

"ہم سب ٹھیک ہیں! عنبر اور جولی سانگ نیچے لابی

میں بیٹھے ہیں۔ کیا اُنہیں اُوپر بلاؤں؟"

ناگ نے کہا۔

"نہیں! اِس کی ضرورت نہیں۔ میں خود کل واپس آرہا ہوں۔"

تھیوسانگ نے پوچھا۔

"ماریا اور کیٹی کا کوئی سُراغ ملا کہ نہیں؟"

ناگ نے کہا۔

"کوئی سراغ نہیں ملا۔ یہ لوگ کراچی بلکہ پورے سندھ میں کہیں نہیں ہیں۔ عنبر کو بتا دو کہ میں کل صبح یہاں سے واپس لاہور روانہ ہو رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے!" تھیوسانگ نے کہا۔

ناگ نے فون بند کر دیا۔ اب اُسے صرف ایک رات ہی کراچی میں گزارنی تھی۔ دوسرے دن کے لیے اُس نے ہوائی جہاز کی پہلی پرواز میں اپنی سیٹ بُک کرالی۔ وہ خود اُڑ کر لاہور جا سکتا تھا مگر ناگ کے پاس کافی پیسے تھے چنانچہ وہ ہوائی جہاز کی سیر کرنا چاہتا تھا۔

رات کو وہ کراچی شہر کی سیر کرنے ہوٹل سے نکل پڑا۔ وہ پیدل ہی کراچی کی روشنیاں دیکھتا میکلوڈ روڈ پر آگیا۔ یہاں وہ ایک اخبار کے دفتر کے سامنے ایک ریسٹوران میں چائے پینے بیٹھ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں اچانک اُس کی نظر اُسی بوڑھے سپیرے پر پڑی جسے اُس نے گنگا نگر میں رامائن کے مکان کے باہر بین بجاتے دیکھا دیکھا تھا۔ ناگ بڑا حیران ہوا کہ یہ سپیرا اتنی جلدی گنگا نگر سے کراچی کیسے پہنچ گیا۔ پھر اُسے خیال آیا کہ ہو سکتا ہے گنگا نگر سے کوئی قریبی راستہ اِن سپیروں کو معلوم ہو اور یہ کشتی میں سفر کر کے یہاں پہنچ گیا ہو۔

بوڑھے سپیرے کی نظر ناگ پر پڑی تو اُس کا دل خوشی سے اُچھل پڑا۔ وہ اسی شخص یعنی ناگ کی تلاش میں صبح سے کراچی شہر کے بازاروں کی خاک چھان رہا تھا۔ اُسے یقین نہیں آتا تھا کہ ناگ اُس کے سامنے بیٹھا ہے۔ بوڑھے سپیرے کو ناگ پر پہلے ہی شک تھا کہ اُسے دیکھ کر ناگ اُس کی طرف کیوں بڑھے تھے؟ گنگا نگر سے نکل کر بوڑھا سپیرا سیدھا اپنے ایک اُستاد سپیرے کالو کے پاس گیا۔ کالو کے آگے جب یہ قصہ بیان کیا تو کالو کا ماتھا ٹھنکا۔ کیونکہ اُس کے اُستاد نے بتایا تھا کہ سانپ اگر کسی آدمی کو سلام کرنے اُس کی طرف جائے تو سمجھ لینا کہ وہ آدمی اِنسان نہیں ہے بلکہ سانپوں کا دیوتا یعنی ناگ دیوتا ہے۔ بوڑھے سپیرے نے کہا تھا:

"ناگ دیوتا کو ملنے سے کیا ہو گا بھلا؟"

کالو سپیرا بڑا چالاک اور تجربہ کار سپیرا تھا۔ اُسے سانپوں کے

ساتھ رہتے ایک عمر ہو گئی تھی۔ وہ سانپوں کی زبان بھی جانتا تھا اور اُن سے بات کر لیتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر ناگ دیوتا کو وہ اپنے قبضے میں کر لے تو ساری دنیا کے سانپوں پر حکومت کر سکتا ہے اور پھر ان سانپوں کی مدد سے زمین اور سمندر کے اندر کے سارے خزانوں کا مالک بن سکتا ہے۔ اُس نے بوڑھے سپیرے سے کہا۔

"میں تمہیں ایک ہزار روپے دوں گا۔ مجھے وہ آدمی دکھا دو جس کی طرف تمہارے سانپوں نے بڑھ کر اُسے سلام کرنا چاہا تھا۔"

بوڑھا سپیرا بولا۔

"وہ تو گنگا نگر میں تھا۔ خدا جانے اب کہاں ہو گا!"

کالو سپیرے نے اسی وقت اپنی کوٹھڑی میں جا کر ایک بوڑھے سانپ سے پوچھا کہ تم معلوم کر سکتے ہو کہ ناگ دیوتا یہاں کون سے علاقے میں ہے؟ بوڑھے سانپ نے پھن اُٹھا کر چاروں طرف سونگھا۔ پھر ایک طرف منہ کر کے زور سے سانس کھینچا اور بولا۔

"کالو ناگ دیوتا کی خوشبو مجھے کراچی شہر کی طرف سے آ رہی ہے۔"

باہر نکل کر کالو سپیرے نے بوڑھے سپیرے سے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرے ساتھ کراچی چلو۔ میرا اندازہ ہے کہ ناگ دیوتا کراچی شہر ہی میں ہے۔ مَیں تمہارے ساتھ ہوں گا۔ تم مجھے صرف اشارے سے بتا دینا کہ یہ شخص ناگ دیوتا ہے۔ میں تمہیں دس ہزار روپے دے دُوں گا۔"

بُوڑھے سپیرے نے کہا۔

"کالُو بھائی! تو ناگ دیوتا سے مِل کر کیا کرے گا؟"

کالُو بولا:

"بس مجھے اُس سے ملنے اور اُس سے باتیں کرنے کا شوق ہے!"

اُسی روز وہ بُوڑھے سپیرے اور اپنے خاص سانپ کو ساتھ لے کر کراچی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ دونوں شام کے وقت کراچی پہنچے اور شہر میں ناگ دیوتا کو تلاش کرتے رہے۔ وہ میکلوڈ روڈ پر ایک چھوٹے سے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آخر کالو سپیرے نے اپنے خاص سانپ سے ناگ کے بارے میں پُوچھا۔ سانپ نے فضا میں زبان نکال کر کچھ سُونگھا اور کالُو سے کہا۔

"ناگ دیوتا اِس وقت اِسی سڑک پر کسی دکان میں بیٹھا ہے۔"

پس اسی وقت کالُو سپیرے نے بوڑھے سپیرے کو ساتھ لیا اور میکلوڈ روڈ پر نکل آیا تھا۔ یہاں ایک ریستوران میں انہیں ناگ

دکھائی دیا۔ جس وقت بُوڑھے سپیرے نے ناگ کو پہچان لیا اور اُس سے باتیں شروع کیں تو اس وقت کالُو سپیرا ابھی عام دیہاتی کے لباس میں اُس کے پاس موجود تھا۔ بوڑھے سپیرے نے کالُو سپیرے کو آنکھ کے اشارے سے بتا دیا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ بُوڑھے سپیرے نے اپنے ساتھی کالو سپیرے کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا بیٹا کالُو ہے اور یہاں اپنی بہن سے ملنے آیا ہے۔ اِس کی بڑی بہن بیمار ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اُسے کسی سانپ نے ڈس لیا تھا اور ابھی تک اُسے آرام نہیں آیا۔ وہ بچ تو گئی ہے مگر زہر کے اثر سے ابھی تک بے ہوش ہے۔"

یہ ساری سکیم کالو سپیرے نے پہلے سے تیار کر رکھی تھی۔ اُس نے ایک عورت کو پیسے دے کر شہر کے ایک غریب علاقے کی جھونپڑی میں چارپائی پر لٹا رکھا تھا اور اُسے تاکید کر دی تھی کہ وہ اس کے ساتھ ایک آدمی کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اپنے آپ کو بے ہوش ظاہر کرے۔ ناگ نے جب یہ سُنا تو کالُو سے پُوچھا۔

"کالُو بھائی! تمہاری بہن کا گھر یہاں سے کتنی دُور ہے؟ میں اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔"

ناگ کالُو کے پھینکے ہوئے جال میں پھنس گیا تھا۔ اُسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

معلوم تھا کہ ناگ جب یہ سُنے گا تو فوراً ایک مظلوم عورت کی مدد کرنے کو تیار ہو جائے گا جسے سانپ نے کاٹا ہو۔ اور ایسا ہی ہوا۔ ناگ کالو کے ہمراہ اس کی نقلی بہن کے گھر جانے کو تیار ہو گیا۔ کالُو نے ہاتھ جوڑ کر عیاری سے کہا۔

"بھائی! تمہاری بہت مہربانی ہو گی جو تم میری بہن کو ٹھیک کر دو گے!"

ناگ بولا۔

میرے پاس ایک دوائی ہے جس کی وجہ سے تمہاری بہن کے سانپ کے زہر کا اثر جاتا رہے گا۔"

کالُو سپیرا تو مکاری سے ناگ کے پاؤں گر پڑا اور بولا۔

"بھائی! میں ساری زندگی تمہارا غلام رہوں گا۔ میری بہن کو بچا لو! خدا کے لیے بچا لو!"

ناگ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔

"تمہیں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔"

کالُو سپیرا یہ ساری اداکاری کر رہا تھا۔ جب ناگ اُس کے ساتھ جانے کو تیار ہو گیا تو وہ بولا۔

"تمہارا بہت بہت شکریہ بھائی! میرے ساتھ آؤ! میری بہن کا گھر یہاں قریب ہی ہے۔"

ریستوران سے باہر نکلنے کے بعد کالُو سپیرے نے بوڑھے سپیرے کو ایک طرف لے جا کر ہزار روپیہ دے دیا اور اُسے رخصت کر دیا۔ اب کالُو سپیرا ناگ کو لے کر اپنی سازش کے مطابق اس غریب بستی کی طرف چلا جہاں ایک جھونپڑی میں اُس نے ایک عورت کو پیسے دے کر چارپائی پر لٹایا ہوا تھا اور تاکید کر دی تھی کہ وہ انہیں دیکھتے ہی بے ہوش ہو جائے۔

رات ہو گئی تھی۔ کراچی جگمگا رہا تھا۔ مگر جس غریب آبادی میں کالو سپیرا ناگ کو لے کر آیا وہاں زیادہ روشنی نہیں تھی۔ جھونپڑیوں میں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔

کالُو سپیرا ایک خاص جھونپڑی میں ناگ کو لے کر داخل ہوا۔ اُسے دیکھتے ہی وہ عورت جو پہلے ہی سے چارپائی پر لیٹی تھی، آنکھیں بند کر کے بے ہوش ہو گئی۔ کالُو سپیرے نے عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ناگ سے کہا۔

"بھائی جان! یہ میری بڑی بہن ہے جسے ایک مہینہ پہلے سانپ نے کاٹا تھا لیکن یہ ابھی تک بے ہوش ہے۔"

ناگ عورت کی چارپائی کے پاس بیٹھ گیا اور اُسے غور سے دیکھا۔ پھر سپیرے سے کہا۔

"مجھے اِس عورت کے پاس کچھ دیر کے لیے تنہا چھوڑ دیا جائے۔ میں تنہائی میں اِس کا علاج کروں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کالو سپیرے کو معلوم تھا کہ ناگ اب کسی سانپ کو بلائے گا اور پھر اُسے حکم دے گا کہ اِس عورت کے جسم کا زہر چوس لو۔ اس کا انتظام کالو سپیرے نے پہلے ہی سے کر رکھا تھا۔ یہی وہ لمحہ تھا جس کے لیے کالو سپیرے نے ساری سازش تیار کی تھی۔ کالو سپیرا بولا۔

"بہت اچھا بھائی! میں باہر چلا جاتا ہوں۔"

کالو سپیرا جھونپڑی کا دروازہ بند کر کے باہر چلا گیا۔ باہر آتے ہی وہ دوسری جھونپڑی میں گھس گیا۔ اِس جھونپڑی میں ایک ہانڈی پڑی تھی۔ اُس کا ڈھکن اُٹھا دیا۔ اندر وہی بوڑھا خاص سانپ تھا۔ کالو سپیرے نے بوڑھے سانپ سے کہا۔

"تیار ہو جاؤ! تمہیں ناگ دیوتا بلانے والا ہے۔ بس اب تمہارے کام کا وقت آ گیا ہے۔ اپنا منہ کھولو!"

بوڑھا سانپ ہانڈی سے باہر آ گیا۔ اُس نے اپنا منہ کھول دیا۔ کالو سپیرے نے دوسری ہانڈی سے نیلے رنگ کی شیشی نکال کر اُس کے عرق کا ایک قطرہ بوڑھے سانپ کے منہ کے اندر والی زہر کی تھیلی میں ٹپکا دیا۔ پھر کہا۔

"بس تم جاتے ہی موقع پا کر ناگ کے جسم میں اس نیلی دوائی کا قطرہ داخل کر دینا۔ اُس کے بعد تمہارا کام ختم ہو

جائے گا۔ خبردار! اگر تم ناگ دیوتا کے سامنے گھبرائے تو پھر تم خوب جانتے ہو کہ میرا منتر تمہیں وہیں جلا کر بھسم کر دے گا۔"

بوڑھا سانپ بولا۔

"میں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے زندہ رہتے ہوئے ننانوے سال ہو گئے ہیں۔ چاہتا ہوں ایک سال اور زندہ رہوں تاکہ اِس کے بعد میرے اندر بھی اِتنی طاقت پیدا ہو جائے کہ میں اِنسان بن سکوں۔"

کالو سپیرے نے کہا۔

"تو پھر جیسے میں کہوں ویسے ہی کرو!"

اِتنے میں فضا میں سیٹی کی آواز اُبھری۔ اِس آواز کو صرف کالو سپیرا اور بوڑھا سانپ ہی سُن سکتے تھے۔ یہ ناگ کی آواز تھی۔ ناگ دیوتا کہہ رہا تھا۔

"اِس علاقے میں جو سانپ قریب ہے وہ میرے پاس چلا آئے۔ میں ناگ دیوتا بول رہا ہوں۔"

کالو سپیرے نے بوڑھے سانپ سے کہا۔

"جاؤ اور ناگ دیوتا کے ساتھ وہی سلوک کرو جس کے لیے میں نے تمہیں تیار کیا ہے۔"

بوڑھا سپیرا ناگ دیوتا والی جھونپڑی کی طرف چل دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ جھونپڑی میں چارپائی کے پاس بیٹھا تھا۔ بوڑھے سانپ نے جاتے ہی کہا۔

"عظیم ناگ دیوتا کو سلام! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

ناگ نے سانپ کی زبان میں کہا۔

"اِس عورت کے جسم سے سانپ کا زہر چوس لو!"

بوڑھے سانپ نے سوچ لیا تھا کہ ناگ دیوتا کو کہاں ڈسنا ہے۔ ناگ ایک سٹول پر بیٹھا تھا اور اُس کی پنڈلی تھوڑی سی نظر آ رہی تھی۔ بوڑھا سانپ چارپائی کی طرف بڑھا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے واپس پلٹا اور اس نے ناگ کی پنڈلی پر ڈس دیا اور نیلی دوائی ساری کی ساری ناگ کے خون میں شامل کر دی۔

ناگ کی آنکھوں کے سامنے جیسے بجلی سی چمک گئی اور وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر پڑا۔ بوڑھا سانپ تیزی سے باہر نکل کر کالو سپیرے کی جھونپڑی میں آیا اور بولا۔

"میں نے ناگ دیوتا کو ڈس دیا ہے اور وہ بے ہوش پڑا ہے۔"

اِس کے ساتھ ہی بوڑھے سانپ کی حالت بھی خراب ہونے لگی۔ اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ ناگ دیوتا کو ڈسنے کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ کالو سپیرے کو معلوم تھا چنانچہ وہ بڑی دلچسپی سے

بوڑھے سانپ کو دیکھ رہا تھا۔ سانپ تڑپنے لگا۔ اُس کے جسم میں آگ سی لگ گئی۔ وہ کالو سپیرے کی آنکھوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

کالو سپیرے نے مُردہ سانپ کو نالی میں پھینک دیا اور دوسری جھونپڑی میں آ گیا۔ نقلی بے ہوش عورت چارپائی پر گھبرائی ہوئی بیٹھی تھی۔ کالو سپیرے کو دیکھ کر بولی۔

"یہ تو بے ہوش ہو گیا ہے!"

کالو سپیرے نے جیب سے دو سو روپے نکال کر عورت کو دیئے اور کہا۔

"شور مچانے کی ضرورت نہیں۔ یہ لو اپنے روپے اور یہاں سے بھاگ جاؤ!"

عورت نے بے ہوش ہونے کی اداکاری کی رقم وصول کر لی اور چلی گئی۔ ناگ جھونپڑی میں بے ہوش پڑا تھا۔ کالو سپیرا جانتا تھا کہ ناگ دیوتا کو ابھی ہوش نہیں آئے گا۔ وہ اسکیم کے مطابق جھونپڑی سے نکل کر سڑک پر آ گیا۔ یہاں ایک خالی ٹیکسی کھڑی تھی۔ کالو سپیرے نے ڈرائیور سے کہا۔

"بھائی! میرا ماموں بے ہوش ہو گیا ہے بخار کی وجہ سے۔ اُسے بڑے ہسپتال تک لے جانا ہے۔"

اور اس کے ساتھ ہی کالو سپیرے نے جیب سے دو سو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روپے نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھائے۔ ڈرائیور بڑا خوش ہوا۔ اسی وقت وہ کالو سپیرے کے ساتھ جھونپڑی میں گیا اور بے ہوش ناگ کو اٹھا کر باہر لے آیا۔ اُسے ٹیکسی میں ڈالا اور کالو سپیرے کے ہمراہ بڑے ہسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔

ہسپتال شہر کے بارونق علاقے میں تھا۔ کالو سپیرے نے پہلے ہی سے وہاں ایک جیپ کھڑی کر رکھی تھی۔ ڈرائیور کی مدد سے کالو سپیرے نے ناگ دیوتا کو جیپ میں ڈالا اور اُسے لے کر اس سڑک پر نکل آیا جو کراچی شہر سے باہر ویران جنگل کی طرف جاتی تھی۔

کالو سپیرے کی جیپ دو گھنٹے تک سڑک پر چلتی رہی اور کراچی شہر بہت پیچھے رہ گیا تھا۔ جیپ بڑی سڑک سے نکل کر ایک جنگل میں داخل ہو گئی تھی۔ اس جنگل میں کافی آگے جا کر ایک جگہ سامنے درختوں کے نیچے ایک کوٹھڑی بنی ہوئی تھی جس کی چھت گھاس پھوس کی تھی اور ایک نیولا رسی سے بندھا ادھر اُدھر چکر لگا رہا تھا۔ کالو سپیرے نے جیپ کھڑی کر دی۔ جیپ کی آواز سن کر کوٹھڑی کے اندر سے ایک کالی سیاہ عورت نکلی جس کی آنکھیں کیسری رنگ کی تھیں۔ ہونٹ خون کی طرح سُرخ تھے۔ ناک چپٹی تھی۔ سر کے بال کاندھوں پر پھیلے تھے۔ اُس نے شیر کی کھال سے اپنا بدن ڈھانپ رکھا

تھا۔ گلے میں لال منکوں کی مالا تھی۔ کالو سپیرے نے اُس کے پاس آتے ہی جھک کر سلام کیا اور بولا۔

"نرتکی سپیرن! میں تمہاری امانت تمہارے پاس لے آیا ہوں۔ اب مجھے میری امانت واپس کر دے!"

کالی سیاہ عورت کا نام نرتکی سپیرن تھا۔ اُس کی خوراک سانپ تھی۔ وہ روزانہ ایک سانپ کھاتی تھی اور دوسرے دن اِس سانپ کے نشے میں رہتی تھی اور اُسے بھوک نہیں لگتی تھی۔ سانپ کو پکڑنے کے لیے نرتکی سپیرن نے ایک نیولا پال رکھا تھا۔ وہ نیولے کو صبح چھوڑ دیتی اور وہ جنگل سے سانپ پکڑ کر لے آتا تھا۔

نرتکی سپیرن نے اپنی خشک آواز میں پُوچھا۔

"کیا تم ناگ دیوتا کو لانے میں کامیاب ہو گئے ہو کالو؟"

کالو سپیرے نے جیپ کی طرف اِشارہ کر کے کہا۔

"ناگ دیوتا اِس جیپ میں بے ہوش پڑا ہے۔ جا کر خود تسلی کر لو!"

نرتکی سپیرن جھونپڑے میں واپس گئی۔ اُس نے پٹاری میں سے سانپ نکال کر چھوڑ دیا۔ سانپ کو ناگ دیوتا کی خوشبو آئی تو وہ تیزی سے رینگتا جیپ کے سامنے جا کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا اور پھن پھیلا کر بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ دیوتا کو میرا سلام!"

نرتکی سپیرن سانپوں کی زبان نہیں جانتی تھی مگر جب اُس نے اپنے سانپ کو جیپ میں بے ہوش نوجوان کے آگے پھن جھکا کر سلام کرتے دیکھا تو اُسے یقین ہو گیا کہ یہی ناگ دیوتا ہے۔ نرتکی سپیرن نے کالو سپیرے سے کہا۔

"چل میرے ساتھ! میں تمہیں تمہاری امانت دیتی ہوں۔"

نرتکی سپیرن آگے آگے اور کالو سپیرا اُس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ نرتکی جنگل میں رات کے اندھیرے میں اُسے ایک گھنے درخت کے نیچے لے آئی۔ اِس درخت کے تنے میں ایک شگاف تھا۔ نرتکی نے کہا۔

"تمہاری امانت اس شگاف کے اندر موجود ہے۔ لے لو۔"

کالو سپیرے نے شگاف میں ہاتھ ڈال کر پیتل کی ایک گاگر باہر نکالی جس کا منہ کپڑے سے بند تھا۔ جونہی اُس نے گاگر کا منہ کھولا، اندر سے ایک سانپ پھنکار مار کر باہر نکلا اور اُس نے کالو سپیرے کو گردن پر دو بار ڈس دیا۔ کالو سپیرے کا جسم اُس خطرناک سانپ کے زہر کی آگ کے اثر سے زمین سے شعلے کی طرح بلند ہوا اور پھر آگ میں بھڑک اُٹھا۔ نرتکی سپیرن نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا اور کالو سپیرے کی جلتی ہوئی لاش کی طرف دیکھ کر بولی۔

"تو ہی میرے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ تھا۔ یہ رکاوٹ ہمیشہ کے لیے دور ہو گئی ہے۔"

اور وہ قہقہہ لگانے کے بعد واپس اِس جیپ کے پاس آگئی جس کی سیٹ پر ناگ ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔ نرتکی سپیرن نے نیولے کی رسی کھول دی اور اُسے کہا۔

"بیکال! ناگ دیوتا کو اپنی دنیا میں لے چل!"

نیولا اُچھل کر ناگ دیوتا کی گردن پر بیٹھ گیا اور اُس نے ناگ کی گردن پر کاٹ دیا۔ نیولے کے کاٹنے سے ناگ اِسی لمحے سُرخ رنگ کے نیولے میں تبدیل ہو گیا۔ نرتکی سپیرن نے فوراً ناگ دیوتا کی گردن میں رسی ڈال دی اور اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ناگ دیوتا! اب تو میرے ساتھ بد روحوں کے جنگل میں جائے گا!"

نرتکی سپیرن نے بھیانک قہقہہ لگایا اور ناگ کو سُرخ نیولے کی شکل میں گود میں اُٹھایا اور جھونپڑی میں چلی گئی۔

اِس کے بعد کیا ہوا؟ عنبر ناگ ماریا کی اگلی پُر اسرار کہانی نمبر ۷۸ میں کھلے گا جس کا نام "سپیرا جاسوس" ہے
آج ہی پڑھیے!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کی
عنبر ناگ ماریا سیریز

وہ بوتل میں بند ہو گئی	قبر کا شعلہ
سپیرا جاسوس	خونی بالکونی
ناگ کراچی میں	خلائی تختی کا راز
پتھر کی دلہن	کھوپڑی محل

بدروح جولی سانگ

فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لاہور - راولپنڈی - کراچی

Rs. 15.00